بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

شمارہ 20-21

شرح چندہ سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

27 شوال-4 ذوالقعدہ 1444 ہجری قمری ● 18-25 ہجرت 1402 ہجری شمسی ● 18-25 مئی 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ

(سورۃ النور: 56)

(ترجمہ) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 مئی 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

خلافت نمبر

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے

اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

’’اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خلافت نمبر - ہفت روزہ اخبار بدر

فہرست مضامین

......☆......☆......☆......

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ“ (حدیث)

جو شخص جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اُس نے گویا اسلام سے گلوخلاصی کرالی

پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ میں آخری زمانہ میں امام مہدی ومسیح موعود نازل ہونگے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ اِس زمانے کا مجدد، مسیح ومہدی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مَیں ہی ہوں۔ آپ نے اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرا اپنا کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ بھی ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور امتی نبی ہونے کا یہی مفہوم ہے کہ اس کا اپنا کچھ بھی نہ ہو، سب کچھ نبی متبوع کا ہو۔ ہمارے غیر احمدی مسلمان بھائی بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہونگے تو وہ ایک امتی نبی ہونگے۔ گویا امتی نبی کی آمد کے وہ بھی قائل ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ قرآن مجید جابجا اُن کی وفات کا اعلان کرتا ہے لہٰذا جس عیسیٰ کے آنے کی خبر دی گئی تھی وہ دراصل اسی امت میں سے آنا تھا لیکن اُس نے چونکہ مسیح ناصری کی خُوبُو پر آنا تھا اس لئے اس کا نام مسیح رکھا گیا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی وفات کے بعد 1908ء سے جماعت احمدیہ میں خلافت قائم ہے۔ اس خلافت کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ چنانچہ ایک لمبی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے مختلف اَدوار کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ یعنی پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر آپؐ خاموش رہے اَور مزید کسی دَور کا ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قیامت تک رہے گی۔ پس جماعت احمدیہ میں خلافت 115 سال سے قائم ہے۔ اس خلافت کی صداقت کا یہی ایک ثبوت کافی ہے کہ مسلمان خلافت مٹ گئی۔ خلیفۃ المسلمین بننے کے خواہشمند مٹ گئے۔ لیکن جو حقیقی خلافت ہے وہ 115 سال سے بغیر کسی اختلاف کے قائم ودائم ہے۔ اس کی شان میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ اس کو مٹانے کی تمنا رکھنے والے مٹ گئے لیکن یہ نہ مٹی اور نہ آئندہ کبھی مٹے گی۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں امت محمدیہ میں خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(سورہ نور آیت: 56)

ترجمہ :: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مِنْكُمْ سے مُراد صرف صحابہ ہیں، اور اُن میں وعدہ کے مطابق خلافت قائم ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کے توسط سے پوری اُمت محمدیہ کو خطاب ہے۔ اور امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کا دائمی خلافت کا وعدہ ہے۔ اور اس نے اپنے وعدہ کے مطابق امت محمدیہ میں دائمی خلافت قائم کردی ہے جیسا کہ اُوپر ذکر ہوچکا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”مِنْكُمْ کے لفظ سے یہ استدلال پیدا کرنا کہ چونکہ خطاب صحابہ سے ہے اس لئے یہ خلافت صحابہ تک ہی محدود ہے عجیب عقلمندی ہے۔ اگر اسی طرح قرآن کی تفسیر ہو تو پھر یہودیوں سے بھی آگے بڑھ کر قدم رکھنا ہے۔ اب واضح ہو کہ مِنْكُمْ کا لفظ قرآن کریم میں قریبًا بیاسی جگہ آیا ہے اور بجُز دو یا تین جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام مواضع میں مِنْكُمْ کے خطاب سے وہ تمام مسلمان مُراد ہیں جو قیامت تک پَیدا ہوتے رہیں گے۔“ (شہادت القرآن رُوحانی خزائن جلد 6 صفحہ 331)

امت محمدیہ میں دائمی خلافت کی خوشخبری دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تادنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظرانداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہوجائے تو ہوجائے کچھ پرواہ نہیں۔ (شہادت القرآن رُوحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

جیسا کہ اُوپر ذکر ہوچکا ہے جماعت احمدیہ میں 115 سال سے خلافت قائم ہے۔ یہی وہ خلافت ہے اور یہی وہ جماعت ہے جس سے جُڑنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے اور جس سے باہر رہنا جہالت کی موت مرنا ہے۔ مسلمانوں کے لئے وہ احادیث لمحہ فکریہ ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں ایک جماعت سے جُڑ کر زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی ہے۔ دُنیا کے پردے پر آج ایک ہی جماعت ہے جو جماعت کہلانے کی مستحق ہے اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔ پس مسلمانوں کو اس جماعت سے جُڑ جانا چاہئے اور اُس بھیڑ کی مانند زندگی نہیں گزارنی چاہئے جو جماعت سے الگ ہوگئی ہو، جس کا کوئی نگران نہ ہو اور جو ہر وقت خطرے میں ہو۔ چنانچہ ایسی چند احادیث کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے منسلک رہنے کو ازبس ضروری قرار دیا ہے۔

- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : مَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ يَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (مسلم کتاب الْاِمَارَةِ بَابُ الْاَمْرِ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین مصنفہ مکرم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم حدیث نمبر 631)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عُذر۔ اور جو شخص اس حال میں مَرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو اس حال میں مرا کہ وہ جماعت سے جُدا رہا۔

امام وقت کی بیعت نہ کرنا اور جماعت سے جُدا رہنا یہ دراصل ایک ہی بات ہے۔

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْـًٔا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

انبیاء کی جماعتوں کا کام صبر اور قانون کی پابندی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو جماعت کو بے شمار جگہ صبر کی تلقین فرمائی ہے، دعا کی تلقین فرمائی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ جن کے پاؤں نازک ہیں اور میرے ساتھ ان خاردار اور پتھریلے راستوں پر چل نہیں سکتے اور صبر کی طاقت نہیں رکھتے وہ بے شک مجھے چھوڑ دیں

یہ صبر ہی تو ہے جو دنیا میں جماعت کی انفرادیت قائم کیے ہوئے ہے

ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے امن قائم رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کیلئے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ تم نے صبر سے کام لینا ہے

صبر انبیاء کی جماعتوں کے اہم ترین اور اوّلین فرائض میں سے ہے جس کے بغیر کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی اور نہ دنیا کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کر سکتی ہے

مستقل مزاجی سے اپنے اندرونے کی صفائی کرنا اصل صبر ہے اور جو ایسے لوگ ہوں پھر اللہ تعالیٰ ان کی مدد کیلئے ایسی جگہوں سے آتا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا

یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کسی کمزوری کی وجہ سے نہ ہو، کسی دنیاوی خوف کی وجہ سے نہ ہو بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے ہو تو پھر ہی وہ حقیقی صبر ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے

سنت انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کی سنت یہ ہے کہ وہ صبر اور دعا سے کام لیتے ہیں
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے، رسول کا بھی حکم ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم بھی یہ دی تھی

یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے جماعت کے وسیع تر مفادات کیلئے عارضی اور چھوٹی تکلیفوں کو صبر سے برداشت کرنا ہے

’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات مبارکہ کی روشنی میں مشکلات اور تکالیف پر صبر کرنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28؍اپریل 2023ء بمطابق 28؍شہادت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں اور اس پر بڑی پُرزور اپنی دلیلیں بھی دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جماعت کے حالات پر جیسا کہ پاکستان میں یا بعض اَور جگہ پر ہیں ہمیں صرف صبر دکھانے کی بجائے کچھ ردّعمل دکھانا چاہئے۔ بہت صبر ہو گیا۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثالیں دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے زمانے میں اس طرح جماعت نے ردّعمل دکھایا اور بعض جگہ جماعت کو ردّعمل کی آپؓ نے اجازت دی۔ یہ بالکل غلط باتیں ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ہاں ان باتوں کو غلط سمجھا گیا ہے۔ بعض واقعات شاید سامنے آئے ہوں، کسی نے پڑھے ہوں لیکن غلط سمجھا ہے۔ ہاں آپؓ نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے بعض کارروائیاں کیں لیکن یہ نہیں کہ بلا سوچے سمجھے بلوائیوں کے جلوسوں کی طرح جلوس لے کر نکل آنے کی اجازت دے دی اور پھر اگر یہ کہیں کہ کوئی احتجاج کسی صورت میں ہوا تو وہ خلیفہ وقت کی اجازت کے ماتحت تھا، نہ کہ ہر افسر اپنے طور پہ اپنے لوگوں کو اکٹھا کر کے احتجاج شروع کر دے۔ بہرحال تقسیمِ ملک سے پہلے جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی اور بعض انگریز افسروں نے اور دوسرے ہمارے مخالف افسروں نے بہت دفعہ کوشش کی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریروں کو اشتعال انگیز تقریریں کہہ کر یا ان کا رنگ دے کر پھر آپؓ پر ہاتھ ڈالا جائے لیکن ہر دفعہ اس لیے ناکام ہوتے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ مخالفین اور حکومت کے افسران کو ان کا چہرہ دکھا کر ہمیشہ جماعت کو یہ آخر پر فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کی جماعتوں کا کام صبر اور قانون کی پابندی ہے اور اس کا اعتراف خود اس وقت کے مخالف افسران نے کیا کہ تقریر کے دوران جب ہم سمجھتے تھے کہ آج ہاتھ ڈالنے کا موقع آئے گا، بغاوت اور امن برباد کرنے کی دفعات لگا کر ہم پکڑنے کی کوشش کریں گے، لیکن جب تقریر کا اختتام ہوتا تھا تو بالکل اَور رنگ میں جماعت کو نصیحت فرماتے اور ان کاموں سے منع فرماتے تھے جو قانون کے دائرے سے باہر ہیں اور پھر ان مخالف افسران کے منصوبوں پر پانی پھر جاتا تھا اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا تھا کہ آپؓ کوئی ایسی بات کریں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو جماعت کو بے شمار جگہ صبر کی تلقین فرمائی ہے، دعا کی تلقین فرمائی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ جن کے پاؤں نازک ہیں اور میرے ساتھ ان خاردار اور پتھریلے راستوں پر چل نہیں سکتے اور صبر کی طاقت نہیں رکھتے وہ بے شک مجھے چھوڑ دیں۔

(ماخوذ از انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 23-24)

یہ صبر ہی تو ہے جو دنیا میں جماعت کی انفرادیت قائم کیے ہوئے ہے۔

کئی سیاستدان اور میڈیا والے مجھ سے بھی پوچھتے ہیں۔ میں ان کو اکثر دفعہ یہ جواب دیتا ہوں کہ جو لوگ ہمیں تکلیف پہنچا رہے ہیں اور ظلم کر رہے ہیں ان لوگوں میں سے ہی ہم احمدی بھی آئے ہیں اور اس ظلم کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں میں سے لوگ آ بھی رہے ہیں۔ ہمارے مزاج بھی ویسے ہی تھے جیسے ان لوگوں کے ہیں۔ ہم بھی ان جیسا ردّعمل دکھا سکتے ہیں لیکن ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے جنہوں نے امن قائم رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کیلئے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ تم نے صبر سے کام لینا ہے۔

ہاں قانون کے دائرے میں رہ کر اپنے حقوق کو حاصل کرنے کی جو کوشش کر سکتے ہو وہ کرو۔ بعض دفعہ بعض معاملات کو بغیر کسی قانونی کارروائی کے بھی خدا تعالیٰ پر چھوڑنے کی تلقین فرمائی ہے کہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑو اور فرمایا خدا تعالیٰ خود ہماری مدد کو آئے گا اور وہ آیا۔ پس واضح ہونا چاہئے کہ یہ انبیاء کی تاریخ ہے اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ہے کہ ہم نے صبر سے کام لینا ہے۔ بہرحال اس جواب پر لوگ حیران بھی ہوتے ہیں اور سراہتے بھی ہیں کہ یہ امن سے رہنے والوں کا حقیقی ردّعمل ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے بات کرنے والوں کیلئے مزید کھول کر آپؓ کے خطبہ کی روشنی میں بھی بتانا چاہتا ہوں۔ اس خطبہ میں آپؓ نے صبر کے معنی بڑی تفصیل سے بیان فرمائے، روشنی ڈالی بلکہ اس کے بعد ایک

سلسلہ خطبات اعلیٰ اخلاق کا بھی شروع کیا اور اس کو بھی صبر کے مضمون کے ساتھ جوڑا۔ بہر حال اس خطبہ سے استفادہ کرتے ہوئے میں بعض باتیں بیان کروں گا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف مواقع پر ارشادات جو آپؑ نے فرمائے جو صبر سے متعلق باتوں کے متعلق ہیں وہ حوالے پیش کروں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کو ایک انتہائی اہم چیز قرار دیا اور فرمایا کہ یہ انبیاء کی جماعتوں کے اہم ترین اور اوّلین فرائض میں سے ہے جس کے بغیر کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی اور نہ دنیا کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کر سکتی ہے اور کوئی جماعت ایسی نہیں گزری جس نے اس فرض کی ادائیگی کے بغیر کامیابی کا منہ دیکھا ہو۔

صبر دو طرح کا ہوتا ہے۔ آپؓ نے تفسیر میں بھی یہ وضاحت فرمائی۔ آپؓ نے بعض آیات کی تفسیر میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ ایک صبر یہ ہے کہ انسان کو کسی ردّعمل کی طاقت ہو اور پھر وہ صبر دکھائے اور دوسرے اس وقت کا صبر ہے جب اس کو مقابلے کی طاقت ہی نہ ہو۔ وہ صبر ہے مجبوری کا صبر۔

طاقت ہوتے ہوئے تو صبر یہی ہے کہ فتنہ و فساد کرنے والوں کا یا ظلم کرنے والوں کا جواب نہ دینا۔ جیسا مخالفین سلوک کر رہے ہیں اس طرح کا ردعمل نہیں دکھانا اور انتہائی صبر کا اللہ تعالیٰ کی خاطر مظاہرہ کرنا۔ اور طاقت نہ ہوتے ہوئے بھی صبر ہے جو آسمانی آفات پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے صبر شکر کرنا ہے۔ بہر حال اردو میں تو صبر صرف یہی ہے کہ خاموش ہو جاؤ، صبر ہو گیا لیکن عربی میں اس کے بڑے وسیع معنی ہیں۔ جب ہم عربی میں معنی دیکھیں تو صحیح سمجھ آتی ہے کہ صبر کے حقیقی معنی کیا ہیں اور کس طرح کا صبر ایک مومن کو دکھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مختلف جگہوں پر صبر کی تلقین فرمائی ہے اور جو صبر کے لفظ کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو سامنے رکھتے ہوئے لغت میں بیان ہوئے ہیں اس کے مطابق صبر کے تین معنی ہیں۔

نمبر ایک یہ کہ گناہ سے بچنا اور اپنے نفس کو اس سے روکنا۔ دوسرا یہ کہ نیک اعمال پر استقلال سے قائم رہنا اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ جزع فزع سے بچنا۔ یہی معنی عموماً اردو میں لیے جاتے ہیں۔

پس پہلے معنی کی رو سے متواتر اور استقلال کے ساتھ ان بدیوں کا مقابلہ کرنا انسان کا کام ہے جو اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اور پھر ان بدیوں کے مقابلے کیلئے بھی تیار رہنا جو آئندہ اسے اپنی طرف کھینچ سکتی ہیں۔ پس یہ صبر اتنا ہی نہیں کہ یہ کہہ کر کہ ہم بڑے صابر ہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں بلکہ مستقل مزاجی سے اپنے اندرونے کی صفائی کرنا اصل صبر ہے اور جو ایسے لوگ ہوں پھر اللہ تعالیٰ ان کی مدد کیلئے ایسی جگہوں سے آتا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مخالفین تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں اور ان جیسی حرکتیں کریں تا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کہتا ہے کہ تم نے عقل سے کام لینا ہے، اپنے اندر جھانکنا ہے کہ کیا تم جو باتیں کر رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہیں کہ نہیں اور اس کے مطابق کام کرنا ہے۔

دوسرے معنی کی رو سے یہ وضاحت ہو گی کہ انسان استقلال کے ساتھ اُن نیکیوں پر قائم رہے جو اسے حاصل ہو چکی ہیں اور اُن نیکیوں کے حصول کیلئے کوشش کرے جو اسے ابھی نہیں ملیں۔ یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے۔ یہ بھی حقیقت میں ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے اور یہ قرب ظاہر ہے، ظاہری اظہار کے ساتھ دعاؤں سے مل سکتا ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ وَ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ (البقرۃ:46) اور صبر اور دعا کے ذریعہ سے اللہ سے مدد مانگو اور بے شک فروتنی اختیار کرنے والوں کے سوا دوسروں کیلئے یہ امر مشکل ہے۔ جو اللہ کا خوف رکھنے والے ہوں، عاجزی دکھانے والے ہوں وہی ایسے صبر کا مظاہرہ کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والا ہو۔

پھر آگے ایک دوسری جگہ فرمایا کہ وَ الَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً وَّ یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ (الرعد:23) اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا ہے اور نماز کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپ کر بھی اور ظاہر بھی ہماری راہ میں خرچ کیا ہے اور جو بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دُور کرتے رہتے ہیں، انہی کیلئے اس گھر کا بہترین انجام مقدر ہے۔ اور یہ گھر، یہ دنیا تو عارضی ہے، یہاں تو مشکلات ہیں۔ جو انجام کار گھر ہے جو آخری گھر ہے وہ ایسے لوگوں کو ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

پس صبر مستقل مزاجی، عاجزی اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کا نام ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق کریں گے اور اپنی زندگیوں کو گزاریں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہمارا مقصود ہو گا۔ اور پھر جیسا کہ بیان ہوا ہے ایک مطلب صبر کا جزع فزع نہ کرنا بھی ہے۔ ظاہری ابتلا، بیماری یا مالی نقصان یا کوئی مشکل آئے تو نہ ہی گھبرانا ہے نہ شکوے کے رنگ میں شور مچانا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا کر دیا۔ یہ چیزیں بے صبری کی علامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر شکوہ بالکل غلط چیز ہے۔ ہمیشہ یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے رنگ میں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تو کل اَور دے دے گا۔ پس یہ سوچ رکھنے والے حقیقی مومن ہیں اور یہی صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی صابر بھی ہیں۔

پس یہ تین معنی ہیں صبر کے۔ لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کسی کمزوری کی وجہ سے نہ ہو، کسی دنیاوی خوف کی وجہ سے نہ ہو بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے ہو تو پھر ہی وہ حقیقی صبر ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔

اگر کوئی شخص بڑے افسروں کے سامنے یا بادشاہ کے سامنے اس کے ظلم کی وجہ سے اس لیے خاموش رہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صبر کر رہے ہیں تو یہ حقیقی صبر ہے اور اگر زندگی کے خوف سے ہے تو یہ غلط چیز ہے۔

ہم جو صبر کی تلقین کرتے ہیں صرف اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔

اگر بدلہ ہی لینا ہے تو کئی احمدی جوش میں بھرے بیٹھے ہوں گے کہ ہمیں اپنی جان کی بھی پروا نہیں ہے۔ ہم بدلہ لے کر ایک دفعہ ان ظالموں کو مزہ چکھا سکتے ہیں اور چکھا دیں گے لیکن یہ ہم نہیں کریں گے۔ یہ تعلیم کے خلاف ہے جو ہمیں دی گئی ہے اور ہم ایسی حرکت سے کراہت کرتے ہیں کیونکہ یہ انبیاء کی جماعتوں کا شیوہ نہیں ہے اور ہم نے بیعت کے عہد میں بنی نوع انسان کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کا عہد بھی کیا ہوا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے ان باتوں سے روکا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کے ضمن میں ایک یہ وضاحت بھی فرمائی کہ یہ یاد رکھو کہ تمہارے عمل سے صبر اور بے غیرتی میں فرق واضح نظر آنا چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی ضرورت کیلئے کسی شخص سے رقم مانگنے جائے اور دوسرا شخص اُسے برا بھلا کہے اور بے حیا کہے اور بے شرم کہے، بہت بے عزتی کرے اور مانگنے والا ہنس کر اس کی بات کو ٹال دے اور خیال کرے کہ اس وقت میں ضرورت مند ہوں اس لیے مجھے اس کی گالیاں بھی سن لینی چاہئیں تو یہ بے حیائی اور بے غیرتی ہے لیکن کبھی قومی اور مذہبی اغراض کیلئے صبر کرنا پڑتا ہے، خاموش بھی رہنا پڑتا ہے اور یہ صبر نفسانی اغراض کیلئے نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ حقیقی صبر ہے اور بے غیرتی نہیں ہے مثلاً کسی ایسی جگہ پر جہاں اس کے بدلہ لینے کی وجہ سے اس کی قوم پر کوئی مصیبت آتی ہے وہاں اگر وہ حملہ کرتا ہے اور صبر نہیں کرتا تو اسے بیوقوف کہیں گے کیونکہ اس طرح وہ اپنی قوم کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس جب وہ اپنی قوم کے نفع کیلئے بدلہ نہیں لیتا یا دنیا کو نقصان سے محفوظ رکھنے کیلئے صبر کرتا ہے تو اس کا یہ صبر، صبر کہلائے گا۔

پس یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے۔ بعض لوگ بڑے جوش میں آ جاتے ہیں کہ فلاں شخص کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے تو اجتماع کرو اور جلوس نکالو۔ تو یہ سب چیزیں غلط ہیں۔ دشمن تو یہ چاہتا ہے کہ اس طرح کا ردّعمل ہوتا کہ ہم مزید سختیاں کریں۔ ان افسران سے مل کر جو پہلے ہی ہمارے خلاف ہیں ان احمدیوں کو قابو میں کریں۔ ان کے نظام پر مزید پابندیاں لگانے کی کوشش کریں یا اس کا حکومت سے مطالبہ کریں جبکہ حکومت کے بعض افسران بھی خاص طور پہ بلکہ اکثریت خلاف ہو۔ اس وقت جبکہ حکومت کے بعض افسران ان کی پشت پناہی بھی کر رہے ہیں اور پھر ایسے موقعوں پر منافقین بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہاں ایسے موقعوں پر اس طرح کا ردّعمل جب ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حالات خراب ہوئے۔ ہوں گے بھی اور یہ تجربہ بھی ہے کہ اس طرح کے موقعوں پر جب اس طرح ردعمل ظاہر ہوا تو حالات خراب بھی ہوئے۔ بعض ایسے واقعات جماعت کی تاریخ میں ہیں جس کا فائدہ کے بجائے نقصان ہوا اور جب صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کو بہتر کرنے کی قانونی کوشش کی گئی، گو ہر جگہ تو سو فیصد نہیں لیکن بہت سی جگہوں پر اس کا فائدہ بھی ہوا۔

یہ پیغام ہم بہر حال پہنچا دیتے ہیں کہ ہم بھی اسی قوم کے ہیں اور غلط ردّعمل کا اظہار ہم سے بھی ہو سکتا ہے یا ہم میں سے کسی شخص سے ہو سکتا ہے لیکن ہم نہیں کرتے۔

یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور آہستہ آہستہ بعض افسران پر اس کا مثبت اثر بھی ہوتا ہے اور ہوا ہے۔ بعض ایسی باتیں تجربہ میں آئی ہیں۔ اگر ہم گالیوں کے جواب گالیوں اور مار دھاڑ کے جواب مار دھاڑ سے دینا شروع ہو جائیں تو جو زیر تبلیغ ہیں ان پر تو ہم مثبت اثر ڈالنے کی بجائے منفی اثر ڈال رہے ہوں گے۔ پھر ان کو یہ کہنے کا حق ہے کہ مسیح موعودؑ نے آ کر ان میں کیا مثبت تبدیلی پیدا کر دی جو ہم ان میں شامل ہو جائیں۔ جیسے ان کے مخالفین کے رویے ہیں ویسے ہی مخالفین کے ساتھ ان کے بھی رویے ہیں۔

سنت انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کی سنت یہ ہے کہ وہ صبر اور دعا سے کام لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے، رسول کا بھی حکم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم بھی یہ دی تھی۔

پس یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے جماعت کے وسیع تر مفادات کیلئے عارضی اور چھوٹی تکلیفوں کو صبر سے برداشت کرنا ہے بلکہ حضرت مصلح موعودؓ نے تو ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ہمیں بعض دفعہ قانون کا بھی دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سختیاں صبر سے برداشت کرنی چاہئیں۔

بہر حال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں بعض سخت الفاظ استعمال کیے ہیں اس لیے ہم بھی کر سکتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے انبیاء کی اَور شان ہوتی ہے۔ جیسے ہم دنیاوی مثال میں دیکھتے ہیں کہ ایک مجسٹریٹ ہے یا جج ہے جو ملزم کو چور کہتا ہے تو وہ اس کا کام ہے اور اس کا حق ہے اور اس بنیاد پر وہ اس کو سزا دیتا ہے اور اس کی اصلاح کیلئے کوشش کرتا ہے لیکن ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو چور یا مجرم کہتا پھرے اور اگر وہ کہے گا تو فساد پیدا ہو گا۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں کی کمزوریاں ظاہر کر کے ان کی نشاندہی فرماتے ہیں تو ان کی اصلاح کیلئے اور ان کے غلط نظریات سے لوگوں کو بچانے کیلئے یہ کرتے ہیں لیکن جہاں تک آپ علیہ السلام کی ذات کا سوال ہے اپنے بارے میں آپ فرماتے ہیں

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو　　رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اورہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ دوسروں کی سختیوں کو صبر کے ساتھ جھیلو اور برداشت کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ مثال دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور گاڑی میں بیٹھے جارہے تھے کہ شہر کے بدمعاش آپؑ پر پتھر پھینکتے جاتے تھے جو آپؑ کی گاڑی پرآ کر لگتے تھے۔گھوڑا گاڑی تھی، بند تھی لیکن حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ماتھے پر بل تک نہ پڑتا تھا جو کچھ یہ کررہے تھے۔کھڑکی توڑ کے بعض پتھر اندر بھی آجاتے تھے اور جو صبر تھا آپؑ کا، اسی کا اثر تھا کہ انہی لوگوں میں سے سینکڑوں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی غلامی میں آکر داخل ہوجاتے تھے۔پس یہ اخلاق ہمیں آج بھی دکھانے ہوں گے۔

اگر کوئی مخالفت میں ذاتی مفاد اور دل کے کینوں اور بغضوں کی وجہ سے بڑھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس سے انتقام لے گا بشرطیکہ ہم صبر کے ساتھ دعا سے بھی کام لیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کئی لوگ آپؐ یا صحابہؓ کے صبر وحوصلہ کو دیکھ کر ہی اسلام لائے تھے اور اس زمانے میں بھی یہ مثالیں ہمیں ملتی ہیں جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے زمانے میں بھی آپؑ کے صبر کو دیکھ کر لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔(ماخوذ از خطباتِ محمودؓ، جلد 9، صفحہ 130 تا 140)اور آج بھی اور ابھی بھی ہم دیکھتے ہیں بعض خطوط مجھے مختلف ملکوں سے آتے ہیں کہ بہت سارے لوگ جماعت کی اسی تاریخ کو دیکھ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔

جماعت کو صبر کی تلقین فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:’’صبر بڑا جوہر ہے۔جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے۔جماعت کو چاہئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض میں گالی نہ دے۔جو شخص ہمارا مکذب ہے اس پر لازم نہیں کہ وہ ادب کے ساتھ بولے۔‘‘حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا نام ضروری نہیں کہ وہ ادب کے ساتھ لے۔فرماتے ہیں کہ’’اس کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی بہت پائے جاتے ہیں۔صبر جیسی کوئی شئے نہیں مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 200، ایڈیشن 1984ء)

پھر جماعت کی حالت کا نقشہ کھینچے ہوئے اور نئے آنے والوں کی مشکلات کا ذکر فرماتے ہوئے صبر کی تلقین کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کیلئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔‘‘فرمایا’’میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو۔ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لیے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو۔‘‘ایمان کی مضبوطی کیلئے یہ مشکلات آتی ہیں۔’’اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے۔دعاؤں میں لگے رہو۔پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔

وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو۔‘‘صرف یہ نہیں کہ لڑنا نہیں ہے بلکہ ان کیلئے دعا کرو’’کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔‘‘پس صرف دنگہ فساد سے نہیں روکا بلکہ دعا کرنے کیلئے کہا۔ ہمدردی دل میں رکھنے کیلئے کہا تا کہ وہ بھی حق کو پہچاننے والے بن سکیں۔فرمایا’’تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔

دیکھو! میں اس امر کیلئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ۔‘‘

قرآن شریف کا بھی یہ حکم ہے کہ وہاں سے چلے جاؤ’’اور نرمی سے جواب دو۔بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو۔‘‘ایسے مخالفت کرتا ہے جس سے فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔’’جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اُسے شرم آجاتی ہے۔‘‘ٹھیک ہے بہت سارے لوگ اس زمانہ میں تو بے شرم ہیں، آگے سے الٹا ظلم بھی کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو شرم آجاتی ہے۔’’اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔‘‘

گذشتہ خطبوں میں میں نے بنگلہ دیش کے واقعات بیان کرتے ہوئے ایک مثال بھی دی تھی کہ بلوائیوں میں سے ایک لڑکے کو جب ہمارے لڑکے نے کہا کہ تمہیں پتہ بھی ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ کس نام پہ کر رہے ہو؟ پھر جب اس کو سمجھ آگئی تو اس نے اینٹ پیچھے پھینک دی یا پتھر جو اٹھایا ہوا تھا نیچے پھینک دیا۔فرمایا’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کرلیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔‘‘ بہت بڑی تنبیہ ہے۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔فرمایا’’نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔‘‘ یہی تمہیں جوش آتا ہے ناں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے گندی گالیاں دیتے ہیں تو تمہیں جوش آجاتا ہے۔فرمایا کہ’’تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔تم اس کا فیصلہ نہیں کرسکتے۔میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ مَیں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بیرنگ خطوط آتے ہیں جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے۔‘‘ ٹکٹ لگائے بغیر خط بھیج دیتے ہیں تو وہ ڈاک کے ٹکٹ کے پیسے بھی دینے پڑتے ہیں’’اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔‘‘ جیسی گالیاں یہ لوگ دیتے ہیں ایسی تو ابوجہل نے بھی نہیں دی ہوں گی’’لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی۔‘‘

اپنی ذات کیلئے آپؑ میں صبر کی انتہا تھی جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی فرمایا تھا کہ اپنی ذات کیلئے انتہا کا صبر ہے۔اگر سختی کی ہے کہیں جو لوگوں نے کہا کہ جی حضرت مسیح موعودؑ سختی کرتے ہیں تو اصلاح کیلئے ہے اور یہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو ملا ہے۔ ہر ایک کو یہ حق نہیں ہے اور جب حق نہیں ہے تو پھر اگر ہم ایسی باتیں کریں گے تو اس سے اصلاح کی بجائے فساد پھیلنے کا، بڑھنے کا زیادہ امکان ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ’’تم دیکھو کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ان کی گالیاں ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔‘‘پس ہم نے بھی نہیں تھکنا۔’’اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو بے شک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے، ان کو یا مجھے؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔‘‘ جماعت جو بڑھ رہی ہے وہ انہی لوگوں میں سے تو آرہے ہیں۔’’اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کرسکتی ہیں تو دولاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہوگئی۔‘‘

اس زمانے میں جب آپؑ نے یہ بات فرمائی اس وقت جماعت کی تعداد آپؑ نے بتائی کہ دولاکھ ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں آپؑ کا پیغام پہنچ چکا ہے اور جماعت قائم ہے۔کیا کسی ردّعمل اور طاقت کے اظہار سے یہ ہوا ہے؟ نہیں بلکہ قربانیوں اور صبر اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

پس اس بڑے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں صبر کا مظاہرہ کرتے رہنا ہوگا۔پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ’’یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اَور سے؟ انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی۔اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا تو ضرور تھا کہ اس فتویٰ کا اثر ہوتا اور میری راہ میں وہ فتویٰ کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (العنکبوت:70)

ترجمہ:اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَخۡشَ اللّٰہَ وَیَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ (النور:53)

ترجمہ:اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پہچان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو اپنے پورے زور سے آرہا ہے اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے رک جاوے۔‘‘

پانی کا ایک flow آرہا ہے دریا کی صورت میں۔ وہ اپنا ہاتھ رکھ کے سمجھتے ہیں کہ پانی رک جائے گا ’’مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ رک نہیں سکتا۔ یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ کبھی نہیں رکے گا۔ کیا شریف آدمیوں کا کام ہے کہ گالیاں دے۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بیبا کی سے زبان کھولتے ہیں۔‘‘ پاکستان میں تو ان کے جلوس عجیب عجیب گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا ’’میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوڑھے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔‘‘ فرماتے ہیں ’’ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں۔‘‘ گالیوں سے صرف ان کی اپنی حالت کا اظہار ہو رہا ہے کہ ان کے ذہن کیسے ہیں، ان کے عمل کیسے ہیں۔ ’’اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔ (آمین)‘‘ پھر فرمایا کہ ’’ایسے گالیاں دینے والے خواہ ایک کروڑ ہوں خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ جانتے ہیں کہ ایک پیسہ کا کارڈ ہی ضائع ہوگا مگر نہیں جانتے کہ اس پیسہ کے نقصان کے ساتھ نامۂ اعمال بھی سیاہ ہو جائے گا۔‘‘ کارڈ میں جو گالیاں لکھتے ہیں تو اپنے نامۂ اعمال کو بھی سیاہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ’’پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گالیاں دی کیوں جاتی ہیں۔ کیا صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ قرآنِ شریف کو نہ چھوڑو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کرو۔ غضب کی بات ہے کہ قرآنِ شریف میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور پھر زمین پر نہیں آئیں گے مگر یہ ماننے میں نہیں آتے اور اس عقیدۂ مخالفتِ قرآن پر اڑتے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا اور خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم نہ کیا ہوتا تو یہ جو کچھ چاہتے کہتے کیونکہ ان کو بیدار کرنے والا اور آگاہ کرنے والا ان میں موجود نہ تھا۔ لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے اور میں وہی ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم قرار دیا ہے تو پھر میرے فیصلہ پر چون و چرا کرنا ان کا حق نہیں تھا۔ طریق تقویٰ تو یہ تھا کہ میری باتوں کو سنتے اور غور کرتے۔ انکار کیلئے جلدی نہ کرتے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے آنے کے بعد ان کا حق نہیں ہے کہ یہ زبان کھولیں کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور حَکَم ہو کر آیا ہوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 203 تا 206، ایڈیشن 1984ء)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جس صبر کا معیار قائم کیا اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔

اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے ان کو فوراً فوراً قبول کر لیا تھا۔ اس لیے قوم کی طرف سے کوئی دکھ اور مصیبت یا روک ان کو پیش نہیں آئی۔‘‘ حضرت موسیٰ کو اپنی قوم کی طرف سے تو کوئی دکھ نہیں پیش آیا۔ فرعون کی طرف سے آیا تھا ’’لیکن برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکار کا مرحلہ پیش آیا۔ پھر ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی ہیں جو آپؐ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے اِذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپؐ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپؐ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلا کر کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اس کا جواب دو۔ یعنی میں اگر تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں بیٹھی ہوئی ہے کہ موقع پا کر تمہیں ہلاک کر دے تو کیا تم باور کرو گے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بے شک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے۔ اس لئے کہ تُو ہمیشہ سے صادق اور امین ہے۔ جب وہ یہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو! میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہنی تھی کہ سب آگ ہو گئے اور ایک شریر بول اٹھا۔ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ ’’یعنی آپؐ کیلئے نعوذ باللہ ہلاکت کے الفاظ کہے۔ فرمایا کہ ’’افسوس جو بات ان کی نجات اور بہتری کی تھی ناعاقبت اندیش قوم نے اس کو ہی بُرا سمجھا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اب اسکے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھو۔ بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تھی لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اس کو قبول کر لیا اور اس طرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا۔‘‘ آپؑ مزید آگے بیان کرنے کیلئے حضرت موسیٰ کی قوم کی مثال دے رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو تو انہوں نے تسلیم کر لیا لیکن حضرت موسیٰ سے جو افضل نبی تھے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ ’’اور مخالفت کیلئے تیار ہو گئے۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے۔ ’’مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔‘‘ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے۔ ’’آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے اور یہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا کہ تیرہ برس تک برابر چلا گیا۔ تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپؐ نے جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی۔‘‘ ادھر تکلیفیں ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے صبر کرو اور مستقل مزاجی سے قائم رہو۔ یہی صبر کے حقیقی معنی ہیں ’’اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تُو بھی صبر کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔ اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کیلئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لیے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اوّل تو اپنی ہی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپے ہوئی اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔

جب ان کو سنایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک خدا کے بندے اور رسول تھے تو ان کو آگ لگ گئی کیونکہ وہ تو ان کو خدا بنائے بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر حقیقت کھول دی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جس کو خدا بنا لیتا ہے اور اپنا معبود مانتا ہے اس کا ترک کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ پھر اس کو چھوڑنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کا یہ اعتقاد پختہ ہو گیا ہوا تھا۔ اس لئے جب انہوں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مصنوعی خدا کو انسان بنا دیا تو وہ دشمنِ جان بن گئے۔‘‘ ایک طرف اپنی قوم دشمن، کافر دشمن، بت پرست دشمن پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔ ’’اور اسی طرح پر یہودیوں میں بہت سی مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تھیں۔‘‘ پھر آگے یہودیوں کا ذکر آ گیا۔ ان میں مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تھیں ’’اور وہ حضرت مسیح کا بالکل انکار کرتے تھے۔‘‘ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے کیلئے تیار نہیں تھے ’’جب ان کو متنبہ کیا گیا تو وہ بھی مخالفت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔‘‘ اب یہودی بھی، عیسائی بھی، مشرک بھی، دوسرے مذاہب والے بھی سب مخالف ہو گئے کیونکہ یہودی ’’وہ تو حضرت مسیح کو معاذ اللہ مکار اور کذاب کہتے تھے۔ بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ تم ان کو کذاب کہنے میں خود کذاب ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی مخالفت کی ایک بڑی بھاری وجہ یہ ہوئی کہ وہ اپنی بے وقوفی اور کم فہمی سے یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے آئے گا کیونکہ توریت میں جیسا کہ سنت اللہ ہے۔ آخری نبی کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ ایسے الفاظ میں ہے جس سے ان کو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ وہاں لکھا ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے۔ وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی لئے بیٹھے تھے حالانکہ اس سے مراد بنی اسماعیل تھی۔ پس جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں تو ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا اور جو کچھ وہ توریت کی اس پیشگوئی کے موافق سمجھے بیٹھے تھے وہ غلط قرار دیا گیا۔ اس سے ان کے آگ لگی اور وہ مخالفت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 198 تا 200، ایڈیشن 1984ء)

ایک احمدی کسی گاؤں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے گاؤں میں مولوی کی مخالفت کا ذکر کیا اور دعا کیلئے کہا اور یہ ’’عرض کی کہ میرے گاؤں میں ایک مولوی جو مدرسہ میں ملازم ہے سخت مخالف ہے اور مجھے بہت تکلیف دیتا ہے۔ حضور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس کی تبدیلی وہاں سے کر دے۔ حضرت اقدس نے اس موقعہ پر تبسم فرمایا‘‘ مسکرائے ’’اور پھر اسے اس طرح سمجھایا‘‘ فرمایا ’’کہ اس جماعت میں جب داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ اگر تکالیف نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ہو۔

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ برس دکھ اٹھائے۔ تم لوگوں کو اس زمانے کی تکالیف کی خبر نہیں اور نہ وہ تم کو پہنچیں ہیں مگر آپؐ نے صحابہؓ کو صبر ہی کی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہو گئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے۔ اب اس وقت یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں مگر جب یہ جماعت کثیر ہو جائے گی تو یہ سب خود ہی چپ ہو جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ تھوڑی مدت صبر کے بعد دیکھو گے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جو شخص دکھ دیتا ہے یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے۔ کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم گالیاں دیتے تھے اور ثواب جانتے تھے لیکن اب توبہ کرتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں۔ صبر بھی ایک عبادت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ صبر بھی ایک عبادت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ’’کہ صبر والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ یعنی ان پر بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ

نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک کی حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اسے دکھ پر دکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے اور وہ دکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شئے نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 234-235، ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر کچھ لوگ جو بیعت کی غرض سے قادیان آئے ہوئے تھے ان کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: ’’دنیوی لوگ اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس بات کیلئے مجبور نہیں ہے کہ اسباب کا محتاج ہو۔ کبھی چاہتا ہے تو اپنے پیاروں کیلئے بلا اسباب بھی کام کر دیتا ہے اور کبھی اسباب پیدا کر کے کرتا ہے اور کسی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ بنے بنائے اسباب کو بگاڑ دیتا ہے۔ غرض اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو۔ جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو۔‘‘ کبھی بغیر توبہ کے نہ رہو ہمیشہ توبہ کرتے رہو‘‘ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تا کہ وہ بیکار نہ ہو جاوے۔

اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔

آج کل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں۔‘‘ ان نئے بیعت کرنے والوں کو فرمایا کہ ’’اب یہاں سے جا کر تم کو بہت کچھ سننا پڑے گا اور لوگ کیا کیا باتیں بنائیں گے کہ تم نے ایک مجذوم، کافر، دجال وغیرہ کی بیعت کی۔‘‘ گالیاں دیں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو۔ ’’ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا۔‘‘ ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا۔

’’ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔‘‘

پس یہ باتیں ہیں جو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔ فرماتے ہیں کہ ’’اس لئے چاہئے کہ تم ان کیلئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس کام کیلئے مامور کیے گئے ہیں وہ صبر ہے پس ہماری بھی کامیابی اسی میں ہے کہ آپؑ کے نقش قدم پر چلیں۔

فرمایا ’’...... ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار توبہ۔‘‘ ردعمل نہیں۔ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار ویسا ردعمل نہیں ہے بلکہ ’’ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔

نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔ اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 303، ایڈیشن 1984ء) ہر بدی سے بچو۔

پس یہ وہ نصائح ہیں جو ہماری کامیابی اور ترقی کی بنیاد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اگر ہم صحیح رنگ میں استغفار، توبہ، دینی علوم سے آگاہی اور پانچ وقت کی نمازوں کی طرف توجہ دیتے رہیں گے تو ہماری کامیابی ہے۔ دشمن جتنا شور وفغاں میں بڑھ رہا ہے اتنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ جھکنا ہوگا۔ یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ اسی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار تلقین فرمائی ہے۔ نہ کہ کسی قسم کے ردّعمل دکھانے کی۔ ہماری کامیابی بہرحال مقدر ہے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ۔

ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حکمت سے ہم نے اپنے کام کو بھی جاری رکھنا ہے۔ بہت سے کام حکمت سے ہو سکتے ہیں۔ اس لیے حکمت اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر ہر احمدی اپنی اس ذمہ داری کو سمجھ لے تو بہت سے مسائل کا حل ہمارے رویّوں اور دعاؤں سے نکل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر عطا فرمائے اور دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کیلئے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

(بخاری کتاب الفِتَن بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 632)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دُور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

● عَنِ الْحَرْثِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ .... وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ ، بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ وَمَا دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جِثَاءِ جَهَنَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ صَامَ وَإِنْ صَلَّى قَالَ وَإِنْ صَامَ وَإِنْ صَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ فَادْعُوا الْمُسْلِمِينَ بِأَسْمَائِهِمْ بِمَا سَمَّاهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۱۳۰، صفحہ ۲۰۲ صفحہ ۳۴۴، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 158)

حضرت حرث اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا...... اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ (1) جماعت کے ساتھ رہو (2) امامِ وقت کی باتیں سنو (3) اور اس کی اطاعت کرو (4) دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو (5) اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ پس جو شخص جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اس نے گویا اسلام سے گلوخلاصی کرالی۔ سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ نظامِ جماعت میں شامل ہو جائے۔ اور جو شخص جاہلیت کی باتوں کی طرف بلاتا ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! خواہ ایسا شخص نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں خواہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھے لیکن اَے اللہ جل شانہٗ کے بندو! یہ بات یاد رکھو کہ (اس صورت حال کے باوجود) جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں تم بھی مسلمان کہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (تعیّن کے لیے) اس اُمت کا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے (اس لیے سرائر کو تم حوالہ بخدا کرو)

پس مندرجہ بالا احادیث سے پتا چلتا ہے کہ امام کے ساتھ جُڑ کر رہنے اور جماعت کے ساتھ رہنے کی کس قدر ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک تاکید ہے کہ اگر تمہارے ساتھ ناانصافی یا زیادتی ہو تب بھی جماعت کے ساتھ رہنا ہے اور جماعت سے الگ نہیں ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ خلافت احمدیہ کے ساتھ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ جُڑ کر اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں۔ آمین۔ یہ احادیث اُن احمدیوں کے لئے بھی ہے جو ناراض ہو کر نظام جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنی دُنیا و عاقبت خراب کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں نظام جماعت سے منسلک رہنے اور خلافت کی دل وجان سے اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

خلافت عافیت کا حصار

(کے طارق احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت وانچارج شعبہ نورالاسلام)

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ

(سورۃ البقرۃ:31)

ترجمہ:اور (یاد رکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تُو اُس میں وہ بنائے گا جواُس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جوتم نہیں جانتے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

حضرات! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کا حصنِ حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جوشخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔''

(فتح اسلام، صفحہ 34)

قابل احترام صدر اجلاس، معزز حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میری تقریر کا عنوان جیسا کہ آپ سن چکے ہیں ''خلافت عافیت کا حصار'' ہے۔

حضرات! حضرت آدمؑ کی خلافت کے ابتداء میں خالق حقیقی اور ملائک کا یہ مکالمہ ایک امر کی خوب وضاحت کرتا ہے کہ خلیفہ کے امن بخش وجود کے ساتھ اس قدر کشت وخون اور فساد کے بادل گھرے نظر آتے ہیں کہ ملائک بھی اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں کہ دراصل اس طوفان بے تمیزی کا محرک کون ہے اور وہ کونسا حصار عافیت ہے جو اس جور وظلم سے دھرتی کو پاک کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا مختصر سا جواب ملائکہ کو ساکت کرنے والا تھا کہ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ کہ یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

تاریخ عالم شاہد ناطق ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے خلافت عافیت کا حصار کے مضمون کو اپنی غالب قدرت کے عجیب درعجیب ظہور سے اس قدر واضح اور روشن کر دیا کہ پھر کیا جن وانس کیا ملائک سب کو اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے سربسجود ہونا پڑا۔

یہ مضمون ایسا نہیں کہ ایک قصۂ پارینہ ہو بلکہ ایسا جاری وساری رُودِرواں ہے کہ جسکا کوئی کنارہ نہیں اور الحمدللہ ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جو خلافت کے فیوض وبرکات اور اس کا عافیت کا حصار ہونے کے ایمان افروز نظاروں کے عینی شاہد ہیں اور ہر آن اس کے نشانات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

اِحسان اس کے ہم پہ ہیں بے حد و بیکراں
جوگن سکے اُنہیں نہیں ایسی کوئی زباں

خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے۔ جس کے ذریعہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالی ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور ایسی جماعت کو اس دھکے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام قیادت ہے جو اللہ تعالی جماعت مومنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حبل اللہ کی ہے۔ اس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مؤمنین کیلئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن وامان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔

حضرات! آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا خطرات و مصائب سے گھری ہوئی ہے۔ دور حاضر کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قبل ازوقت ہی واشگاف الفاظ میں اعلان فرمادیا کہ:

''اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 268)

آج بنی نوع انسان کی حالت وکنتم علی شفا حفرۃ من النار کی سی ہے کہ دنیا اس وقت ایک بہت بڑی تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔ آج دنیا میں ایک بے چینی اور خوف کی فضا ہے اور جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ عالمِ انسانیت کو اس وقت دیگر دنیاوی ضروریات کے ساتھ ساتھ امن وآشتی اور خیر وعافیت کی جس قدر ضرورت ہے وہ شاید اس سے قبل کبھی نہیں رہی۔ تیسری عالمی جنگ کے خطرات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس صورتِ حال میں دنیا میں انسانیت کا ہمدرد اور اسکی بے لوث خدمت اور اس کی خیر وعافیت کیلئے دعائیں کرنے والا ایک مقدس آسمانی نظام خلافتِ احمدیہ ہے۔ آج دنیا میں امنِ عامہ کی جس قدر کوششیں خلافتِ احمدیہ نے کی ہیں اسکی کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی ہے جو دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے مدت سے مسلسل خبردار کر رہا ہے۔ امن، صلح جوئی اور آشتی کی کوششیں کرنے والا ایک ہی عالمی راہنما ہے اور ہماری خوش قسمتی کہ ہم اسکے ماننے والے ہیں۔ مگر وہ جو اُسے نہیں مانتے، وہ اُن کیلئے بھی ایسے ہی درد رکھتا اور دعائیں کرتا ہے اور اُن کیلئے بھی خیر چاہتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں صرف اور صرف خلافت احمدیہ ہی ہے جو عافیت کا حصار ہے۔

آج جب لادینیت عروج پر ہے اور لوگ اپنے خالق، اپنے پیدا کرنے والے کو بھول رہے ہیں اور اسکی وجہ سے انفرادی واجتماعی بے امنی اور بے سکونی کا شکار ہو رہے ہیں، ہمارے پیارے امام دنیا کو حقیقی حصارِ عافیت یعنی خدا تعالیٰ کو پہچاننے کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں۔ حضور انور نے متعدد فورمز پر قرآنی اور تاریخی مثالیں دے کر ثابت فرمایا ہے کہ دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن کا قیام خدا تعالیٰ کی ذات کو پہچاننے اور اُسکے حقوق ادا کرنے، حقوق العباد کی ادائیگی اور قیامِ انصاف سے مشروط ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ:

''حقیقی امن دنیا میں لانے کیلئے یہی عقیدہ اور اس پر عمل کارگر ہوگا کہ دنیا کا ایک خدا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ امن میں رہیں۔ حقیقی امن اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک ایک بالا ہستی کو تسلیم نہ کیا جائے، جب تک اس کی محبت دل میں پیدا نہ ہو اور یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ امن دینے والا ہے صرف اسلام نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیش کیا ہے۔ امن اس وقت تک قائم ہو ہی نہیں سکتا جب تک لوگوں کے اندر حقیقی مواخات پیدا نہ ہو اور حقیقی مواخات ایک خدا کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔''

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف سربراہان ملک کو بھی قیام امن کی طرف اپنے خطوط کے ذریعہ توجہ دلائی ہے:

مورخہ 8/مارچ 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے امریکہ کے صدر باراک اوباما کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''دنیا میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے...... میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دنیا میں امن کے قیام کیلئے اپنا کردار ادا کریں...... اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔''

اسی طرح سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے کلیدی خطاب، بر موقع یارک یونیورسٹی، اونٹیریو، کینیڈا، میں فرمایا:

''اگر ہم حقیقی طور پر امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انصاف سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں عدل اور مساوات کو اہمیت دینی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہی خوبصورت فرمایا ہے کہ دوسروں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ہمیں صرف اپنے فائدے کیلئے نہیں بلکہ وسیع النظری سے کام لیتے ہوئے دنیا کے فائدے کیلئے کام کرنا ہوگا۔ فی زمانہ حقیقی امن کے قیام کے یہی ذرائع ہیں۔'' (مورخہ 28/اکتوبر 2016ء یارک یونیورسٹی، اونٹیریو، کینیڈا)

خلافت کے زیرِ سایہ حصارِ عافیت میں آنے کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ کورونا وبا کے پھوٹنے کے بعد دنیا کے اکثر مذہبی حلقے جو اجتماعی عبادات بجالاتے ہیں تذبذب کا شکار ہوکر افراط وتفریط میں مبتلا نظر آئے۔ مسلمان حلقوں میں مسجد کی جگہ گھروں میں پنج وقتہ نماز اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے متعلق بحثیں چھڑ گئیں اور بعض جگہ تو نوبت تصادم تک پہنچی۔ کچھ نے ایسی زیادتی کی کہ باوجود رخصت کے مسجد میں حاضر ہوکر بلا احتیاط باجماعت نماز ادا کرنا ضروری قرار دیا اور نتیجۃً نقصان اٹھایا اور کچھ ایسے تھے کہ احتیاط کے نام پر عبادات کو ہی ترک کر بیٹھے۔ لیکن امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے 27/مارچ 2020ء کو اپنے دفتر سے نشر کیے جانے والے خصوصی پیغام میں دنیا بھر کے احمدیوں کو وبائی حالات میں گھروں میں نمازیں اور جمعے ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس پر خلیفۂ وقت کا دست و بازو، نظامِ سلسلہ حرکت میں آیا اور ہر ممکن ذریعہ سے احمدیوں کو گھروں میں عبادات بجالانے کے مسائل سکھا دیے گئے۔ نتیجۃً ہر احمدی گھر بلاتامل گھروں میں عبادات بجالانے لگا۔ الغرض جہاں امامِ وقت کو نہ ماننے والے تذبذب کا شکار ہوئے وہیں خلافت کی برکت سے نہ خوف اور پریشانی پیدا ہوئی اور نہ ہی فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی ہوئی۔ ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا! وہ 'عافیت کے حصار' میں جو تھے۔

پس نظام خلافت کی اگر ایک طرف بنیادیں ایمان کی مستحکم چٹان پر قائم ہیں تو دوسری طرف اس کی

فصیلیں عرش رب العالمین کو چھو رہی ہیں۔ جہاں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفظ و امان کے جلوے ہر وقت جلوہ فگن ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے نتیجہ میں اور آپ کے تسلی اور حوصلہ دینے والے الفاظ کے ذریعہ سے افراد جماعت کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور ان کو امن و امان کی ضمانت ملتی ہے۔ مکرم منیر جاوید صاحب پرائیویٹ سیکریٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’4 مئی 2006ء جمعرات کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فار ایسٹ ممالک کے دوران نانڈی فجی میں تھے۔ رات قریباً اڑھائی بجے کا وقت تھا کہ ربوہ، لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہو گئے کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آرہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی طوفان فجی کے ساتھ والے جزائر TONGA میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے جس نے لاکھوں لوگوں کو غرق کر دیا تھا۔ اور دنیا کے کئی ممالک میں تباہی مچائی تھی۔ جب TV آن کیا تو یہ خبریں آرہی تھیں کہ یہ سونامی مسلسل اپنی شدت اور طاقت میں بڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت نانڈی فجی کا سارا علاقہ غرق کر دے گا۔ صبح ساڑھے چار بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز فجر کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے تو حضور انور کی خدمت میں اس طوفان کے بارے میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کیلئے فون پر موصول ہو رہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔ حضور انور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کیے اور خدا کے حضور مناجات کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مسیح کے خلیفہ نے احباب جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا کچھ نہیں ہوگا۔ اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے آئے۔ واپس آکر جب ہم نے TV آن کیا تو TV پر یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اسکی شدت ختم ہو رہی ہے۔ پھر قریباً دو اڑھائی گھنٹے کے بعد یہ خبریں آگئیں کہ اس طوفان کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔ پس اس دنیا نے عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ سونامی جس نے اگلے چند گھنٹوں میں لاکھوں لوگوں کو غرق کرتے ہوئے سارے علاقہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا تھا خلیفۂ وقت کی دعا سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔ اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزے سے کم نہیں۔‘‘

سورۃ النور کی آیت نمبر 56 آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے اس میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ان عظیم الشان نعمتوں کی برکت سے ایک تیسرا انعام اس جماعتِ مومنین کو یہ عطا ہوگا کہ جب بھی انہیں کسی وجہ سے حالتِ خوف سے گزرنا پڑے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو حالتِ امن میں بدل دے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں ہالینڈ کا ایک واقعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 9ر دسمبر 2011ء میں فرماتے ہیں:

’’گزشتہ دنوں جب میں یورپ کے دورے پر گیا تھا تو واپسی پر ایک جمعہ ہالینڈ میں بھی پڑھایا تھا اور وہاں میں نے وہاں کے ایک سیاستدان، ممبر آف پارلیمنٹ اور ایک پارٹی کے لیڈر جن کا نام خیرت وِلڈر ہے، کو یہ پیغام خطبہ میں دیا تھا کہ تم لوگ اسلام کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو دریدہ دہنی میں بڑھے ہوئے ہو، گھٹیا قسم کی باتیں کر رہے ہو، دشمنی میں انتہا کی ہوئی ہے، اس چیز سے باز آؤ، نہیں تو اُس خدا کی لاٹھی سے ڈرو جو بے آواز ہے جو اپنے وقت پر پھر تم جیسوں کو تباہ و برباد بھی کر دیا کرتی ہے۔ وہ خدا یہ طاقت رکھتا ہے کہ تم جیسوں کی پکڑ کرے۔ مَیں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے پاس طاقت تو کوئی نہیں، ہم دعاؤں سے تم جیسوں کا مقابلہ کریں گے۔ اس خطبہ کے خلاصے پر مشتمل پریس ریلیز جو ہمارا پریس سیکشن بھیجتا ہے، اُن کے انچارج جب یہ ریلیز بنا کر میرے پاس لائے تو باقی چیزیں تو انہوں نے لکھی ہوئی تھیں لیکن یہ فقرہ نہیں لکھا تھا۔ پھر اُن کو مَیں نے کہا کہ یہ فقرہ بھی ضرور لکھیں کہ ہمارے پاس کوئی دنیاوی ہتھیار نہیں ہے۔ یہی مَیں نے کہا تھا۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں کہ تم اور تم جیسے جتنے ہیں وہ فنا ہو جائیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہمارا اپنے تمام مخالفین اور دشمنوں سے مقابلہ یا تو دلائل کے ساتھ ہے یا پھر سب سے بڑھ کر دعاؤں کے ساتھ۔ بہر حال یہ پریس ریلیز جو تھی، یہ خیرت وِلڈر جو سیاستدان ہے اس نے بھی پڑھی اور انہوں نے اپنی حکومت کو خط لکھا اور حکومت سے، ہوم منسٹر سے چند سوال کئے۔ جب یہ وہاں پریس میں آئے تو وہاں کی جماعت نے مجھے لکھا کہ اس طرح اُس نے سوال کئے ہیں۔ لگتا تھا کہ جماعت والوں کو تھوڑی سی گھبراہٹ ہے۔ اُس پر مَیں نے اُنہیں کہا تھا کہ اگر ہوم آفس والے پوچھتے ہیں تو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، پریشان بھی ہونے کی ضرورت نہیں، کھل کر اپنا مؤقف بیان کریں۔ بنیاد تو اُس شخص نے خود قائم کی تھی جو غلط قسم کی حرکتیں کر رہا ہے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط فلمیں بھی بنائی ہیں۔ انتہائی سخت زبان اُس نے استعمال کی تھی۔ اسلام کو بدنام کیا تھا۔ ہم نے تو اُسکا جواب دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے نبی کی غیرت رکھنے والا ہے اور وہ پکڑ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

بہر حال اُس نے یہ سوال جو اپنی حکومت کو بھیجے تھے، اُس کے سوالوں کا کچھ دنوں کے بعد حکومت نے جواب بھی دیا اور یہ وہاں اخبار میں بھی آگیا۔

وِلڈر نے پہلا سوال یہ کیا تھا کہ کیا یہ آرٹیکل کہ World muslim leader sends warning to Dutch politician Geert Wilders عالمی مسلمان رہنما کی ہالینڈ کے سیاستدان خیرت ولڈر کو تنبیہ آپ یعنی وزارتِ داخلہ ہالینڈ کے علم میں ہے؟ تو وزیرِ داخلہ نے اُس کو جواب دیا کہ ہاں مجھے علم ہے۔ یہ آرٹیکل مَیں نے پڑھا ہے۔

پھر اگلا سوال اُس کا یہ تھا، (میرا نام لیا تھا) کہ مرزا مسرور احمد نے یہ کہا ہے کہ تم سُن لو کہ تمہاری پارٹی اور تمہارے جیسا ہر شخص بالآخر فنا ہوگا۔ یہ وِلڈر نے منسٹر کو لکھا۔ پھر آگے اس کی تشریح خود کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ اس مفسدانہ بیان پر وزارتِ داخلہ اسلامی تنظیم کے خلاف کیا قدم اُٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ ڈچ وزیرِ داخلہ نے جواب دیا کہ پریس ریلیز کے مطابق مرزا مسرور احمد نے کہا ہے کہ ایسے افراد اور گروہ کسی فساد یا دیگر سیکولر حربوں سے نہیں بلکہ صرف دعا کے ذریعے ہلاک ہوں گے۔ اس بیان پر مَیں کوئی ایسی بات نہیں دیکھتا جو کہ فساد کو ہوا دیتی ہو یا باعثِ فساد ہو۔ اس لئے مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مَیں احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف کوئی قدم اُٹھاؤں۔ پھر تیسرا سوال اُس نے کیا تھا کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی ہالینڈ کا عالمگیر جماعت احمدیہ مُسلمہ اور مسرور احمد سے کیا تعلق ہے؟ اسکا ڈچ وزیر نے جواب دیا کہ احمدیہ مسلم جماعت ہالینڈ عالمگیر جماعت احمدیہ مُسلمہ کا ہی ایک حصہ ہے۔‘‘

پس خلافت وہ قلعہ ہے جس کی فصیلیں خوف کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ وہ خوف خواہ منافقت کا ہو یا عداوت کا۔ جنگ کا ہو یا سیاست کا۔ کسی گروہ کی طرف سے ہو یا بادشاہت کی طرف سے۔ ہر حال میں خلافت امن کے حصار کا نشان ہے۔ بڑی سے بڑی حکومت بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ جو حکومت بھی خلافت حقہ سے ٹکرائی، پاش پاش ہوگئی۔

خلافت ایک ایسا زندہ شجر ہے کہ جو اس سے پیوستہ رہتا ہے خواہ وہ خطوط کے ذریعہ ہی ہو خواہ وہ حضور کیلئے دعائیں کر کے اپنے آپ کو حضور کی مجلس میں رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے حصار میں رکھتا ہے۔

آئیوری کوسٹ کے ایک نوجوان پائلٹ ایک سال کے کورس کیلئے بلجیم آئے ہوئے تھے۔ یہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور موصوف نے بتایا کہ انہیں جو پائلٹ بننے کیلئے منتخب کیا گیا ہے وہ حضور انور کی دعاؤں کے طفیل ہی ہے۔

واقعہ اس طرح ہوا کہ وہ چند سال قبل جب جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں شامل ہوئے تو وہاں ان کے دوست نے ان سے کہا کہ میں نے ایک اشتہار دیکھا کہ ایئر آئیوری کوسٹ لوگوں کو اپنی سروس میں لینے کیلئے مقابلہ کروا رہی ہے۔ لیکن فائل جمع کروانے کی تاریخ گزر گئی ہے۔ موصوف بتاتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ تاریخ گزر گئی تھی۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا اور ساتھ ہی اپنی فائل جمع کروادی۔ کچھ دنوں بعد ان کو جواب ملا کہ اگرچہ آپ نے فائل تاخیر سے جمع کروائی ہے۔ لیکن ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ اس مقابلہ میں حصہ لیں۔ اسکے بعد انہوں نے اس مقابلہ کیلئے تحریری امتحان دیا اور ایک ہزار اُمیدواروں میں سے صرف پندرہ اُمیدوار منتخب ہوئے۔ جن میں ان کا نام بھی شامل تھا۔ موصوف نے کہا یہ سب کچھ حضور انور کی دعاؤں کے طفیل ہوا۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 25ر اکتوبر 2019ء صفحہ 20)

جرمنی سے ایک طفل نے اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے اپنے پیارے حضور کی خدمت میں ایک دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ میرے خاندان کو ہر قسم کے مسائل سے نکالے اور کسی کو کسی قسم کی پریشانی نہ رہے۔ تو کہتے ہیں اس وقت میرے ایک انکل اکیلے پاکستان میں رہتے تھے، سارے رشتے دار باہر تھے اور بڑے مسائل میں گھرے ہوئے تھے۔ کوئی جاننے والا پاس نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت پریشان بھی رہتے تھے تو میں نے اس وقت حضور کی خدمت میں ان کی خاطر ایک دعا کا خط لکھا تو حالات نے عجیب پلٹا کھایا۔ چند دنوں کے اندر اندر انکل کا ناروے سے رشتہ آیا۔ وہ رشتہ طے پایا اور وہ انکل اللہ کے فضل سے ناروے آئے اور اب وہاں اپنے بیوی بچوں اور فیملی کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ خلافت کی برکتیں ہیں، یہ تسکینِ جان کے سامان ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے
اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

کینیڈا کی ڈرہم (Durham) جماعت سے ایک خاتون نے ایک مربی صاحب کو اپنا واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ اس میں وہ کہتی ہیں کہ چند سال پہلے ہماری عائلی زندگی میں بہت اتار چڑھاؤ آئے اور آپس میں اس قدر شدید اختلافات پیدا ہو گئے کہ مَیں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں نے اس بندے کے ساتھ نہیں رہنا اور میں نے اب علیحدہ ہونا ہے۔ اسی دوران حضور کا کینیڈا کا دورہ آ گیا۔ حضور تشریف لائے۔ میں نے بھی ملاقات کی درخواست کی اور ملاقات میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ ساری صورتحال، کیفیت بیان کی اور بچوں کیلئے دعا کی درخواست کی اور حضور کی خدمت میں فیصلہ بھی سنا دیا کہ میں نے تو علیحدگی کا فیصلہ کرلیا ہے۔ حضور نے فرمایا تمہارا خاوند کیا کہتا ہے؟ تو خاتون کہتی ہیں میں نے کہا وہ تو صلح کی طرف مائل ہے لیکن میں نے بس اب آخری فیصلہ کرلیا ہے، کوئی صلح نہیں، کوئی واپسی نہیں۔ حضور نے اس وقت فرمایا اگر وہ صلح کی طرف مائل ہے تو صلح کرلو۔ سب ٹھیک ہوجائے گا انشاء اللہ۔ کہتی ہیں کہ یہ عجیب ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں نے فیصلہ کرلیا ہے، سب کچھ ختم ہوگیا ہے اور حضور فرما رہے ہیں کہ نہیں صلح کرلو سب ٹھیک ہوجائے گا انشاء اللہ۔ تو کہتی ہیں اب میرے سامنے سوائے سرِ تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے ملاقات سے نکل کر خود ہی خاوند کو فون کیا اور اس سے صلح کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے ان الفاظ میں ایسی تسکین رکھی اور ان الفاظ کو ایسی برکت بخشی کہ اس صلح کے بعد ہماری زندگی ہی بدل گئی ہے۔ اب ہمارے درمیان ایک ایسے پیار اور محبت اور مودت سے معمور تعلق کی بنیاد پڑ گئی ہے کہ ایسے لگتا ہے جیسے ہر روز ہماری شادی ہو رہی ہے۔ کاش وہ لوگ جو خلافت کی اس نعمت سے محروم ہیں وہ یہ سمجھ سکیں کہ ایسے مواقع پر جب انہیں سمجھانے والا، ان کیلئے دعائیں کرنے والا اور ان کو تسکین کے کلمات عطا کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تو احمدیوں کے پاس ان کا خلیفہ ہوتا ہے جو ایک عظیم الشان نعمت کی طرح میسر ہے اور یہ خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ کی نعمت ہے اور یہی نعمت وجہ تسکین جان ہے۔

حضرات! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بے شمار ملکوں کے ایوانوں میں خود جا کر اسلام کی پُرامن تعلیمات کے بارہ میں بہت پُراثر خطابات فرمائے۔ ان کی وجہ سے آپ کو ''امن کے سفیر'' کا خطاب دیا گیا ہے۔ لاتعداد لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضور کی زبانِ مبارک سے اسلام کا تعارف سن کر آپ کی آواز ہمارے دل میں گھر کر گئی ہے اور ہمارے دل و دماغ اسلام کی تعلیم سے سرشار ہو گئے ہیں۔ صرف ایک اعتراف پیش کرتا ہوں:

2012ء میں حضور انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب میں شمولیت کیلئے آئے تھے، انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔''

(احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018ء، صفحہ 20)

خلافت کی عظیم الشان برکات میں سے چند ایک کا ذکر ہی ممکن ہے۔ خلافت کی نعمتِ غیر مترقبہ کے شکرانے اور اس عظیم الشان حصارِ عافیت سے فیض پانے کیلئے ہم سب کو اپنی اپنی جگہوں پر چھوٹے چھوٹے امن کے گہوارے پیدا کرنے ہوں گے۔ حضور انور ایدہ اللہ اپنے خطبات و خطابات میں ہمیں بحیثیت ہر دو انفرادی و اجتماعی اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے، اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے، خدا تعالیٰ پر توکل کرنے، دعاؤں کی طرف خاص توجہ کرنے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے، اپنے اندر پاکیزہ عملی تبدیلی پیدا کرنے، اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے، اپنی آنے والی نسل کی عمدہ تربیت کرنے سمیت ہر عمل صالح بجا لانے کی طرف بار بار توجہ دلاتے ہیں۔ اگر ہم سب صدقِ نیت سے ان نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری کوششوں پر پیار کی نظر ڈالتے ہوئے ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ہم سب اپنے اپنے دائرہ، اپنے اپنے یونٹ میں حقیقی امن و عافیت کے سفیر بن جائیں گے اور جس معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی فردِ واحد اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے عمدہ اخلاق اپنا لے وہ معاشرہ اخلاقی بلندیوں کو چھوتے ہوئے حقیقی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ وہ معاشرہ بجائے خود عافیت کا حصار بن جاتا ہے جس میں بسنے والا ہر فرد درندوں سے محفوظ شمار کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی لازوال نعمت کا شکرانہ ادا کرنے اور خلیفۂ وقت کا حقیقی مطیع بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے
اندھیرا دل کا اس سے مٹ گیا ہے
یہی ظلمات میں شمعِ ھُدیٰ ہے
حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
کنارِ عافیت حبلُ المتیں ہے

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

......☆......☆......☆......

بقائے نسلِ اِنساں اب، خلافت سے ہے وابستہ

(محمد ابراہیم سرورؔ۔ قادیان)

خدا کی نعمتِ عظمیٰ، نبوت کی کرامت ہے
نبوت کے شجر کا ہی ثمر، اَبدی خلافت ہے
محمدؐ کی غلامی میں مسیحِ پاکؑ آئے ہیں
نیابت کرنے کو اس کی، خلافت کی بشارت ہے
کہ اِستخلاف کی آیت سنو! اس کی گواہی، پھر
وضاحت بھی نبیٔ پاکؐ کی، ہاں بالصراحت ہے
خدا کا جو خلیفہ ہے، 'معیّت' ساتھ رکھتا ہے
نہیں کچھ بات منہ کی یہ، کہ الہامی عبارت ہے
خلافت کے سِوا ہر جا، گڑھے ہیں آگ کے یارو!
سنبھل جاؤ! اِدھر آؤ! اگر فہم و فراست ہے
خدا نے بھیجی ہے رسّی، ہمیں اس سے بچانے کو
اگر اِس کو نہیں تھاما، ہلاکت ہی ہلاکت ہے
حوادث کی تمازت ہے، نہیں ہے سائباں کوئی
خلافت کا سہارا اب، زمانے کی ضرورت ہے
حصار عافیت ہے مومنیں کے واسطے یہ تو
بلاؤں سے زمانے کی سدا کرتی حفاظت ہے
خلافت کے بِنا یارو! جہاں میں زندگانی بھی
جہالت ہے، ضلالت ہے، شقاوت ہے، ندامت ہے
بقائے نسلِ انساں اب، خلافت سے ہے وابستہ
خلافت کے ہی سایہ میں، محبّت ہے، مسرّت ہے
خلافت کے ثمر شیریں، ملیں گے تا اَبد ہم کو
مگر شرطِ وفا ہے، صدق سے کامل اِطاعت ہے
مسیحؑا کا خلیفہ دے رہاہے اب صدا ہر سو
'خلافت ہی تمہاری بہتری کی اب ضمانت ہے'
تفرُّق سے بچانے کو، سنو! واحد ہے یہ ذریعہ
قیامِ امن کی ضامن، خلافت بس خلافت ہے
خلافت کی اطاعت میں سبھی ہیں برکتیں سرورؔ
اِسی کو رہنما کر لیں، جو اَب شمعِ ہدایت ہے

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ''اخبار بدر'' 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہورہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کررہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کیلئے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تاکہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات اور دعاؤں کے تعلق سے حضور انور کی تحریکات ونصائح

(عطاء المجیب لون، صدر مجلس انصار اللہ بھارت و پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورۃ انفال: آیت 25)

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اسکے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

قابل صد احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ''حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات اور دعاؤں کے تعلق سے حضور انور کی تحریکات ونصائح''

قرآن مجید کی جو آیت خاکسار نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کی بعثت کی غرض روحانی طور پر مردہ لوگوں کو زندہ کرنا بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث رسول جن ذرائع سے اپنے ماننے والوں کو روحانی طور پر زندہ کرتا ہے اُن میں سے ایک اہم ذریعہ وہ دعائیں ہیں جو وہ اپنے ماننے والوں کیلئے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو شرف قبولیت بخش کر لوگوں کی روحانی زندگی کے سامان کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **ما کانت النبوۃ قط الا تبعتها خلافۃ** (کنزل العمال، جلد 1) کہ جب بھی کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اُسکے بعد اُسکے کام کو جاری رکھنے کیلئے خلافت کا نظام جاری ہوتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارات کے مطابق خلافت کا نظام جماعت احمدیہ میں قائم ہے اور مطیعان خلافت اُن تمام برکات سے مستفید ہو رہے ہیں جو خلافت سے اللہ تعالیٰ نے وابستہ کر رکھی ہیں۔ اور روحانی طور پر اُن زندہ لوگوں میں شامل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اب خلافت کے ذریعہ زندہ ہو رہے ہیں۔ قبولیت دعا کے ذریعہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے ماننے والوں کو روحانی طور پر زندہ کرتے رہے اُسی طرح آپؑ کے بعد آپ کی جانشینی میں ہر خلیفۂ وقت بھی زندہ کرتا رہا اور اب بھی یہ سلسلہ خلافت خامسہ میں اپنی پوری شان کے ساتھ جاری ہے۔

قبل اسکے کہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کے بعض واقعات آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ دعا کی افادیت، اہمیت اور اس کی برکات کے تعلق سے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش کروں گا۔ کیونکہ اس زمانہ میں آپ ہی وہ واحد وجود ہیں جنہوں نے دعا کے تعلق سے ہر مضمون کو نہ صرف تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے بلکہ ہر احمدی کے دل میں اس مضمون کو اس رنگ میں راسخ کر دیا ہے کہ اب ہر احمدی کی زندگی صرف دعا ہے اور یہی وہ غذا ہے جس سے وہ اپنی روحانی زندگی کے سامان کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے کیونکہ دعا اُس فیض اور قوت کو جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے...... یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اُس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں لیکن جو دعاؤں سے لاپروا ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحے میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اُسکی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اُس کیلئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اُس میں لگا رہے۔'' (ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ 192، مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

قبولیت دعا کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے ربّ میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اسکے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اسکی روح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب میں جو اُسکے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّشانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور عُلوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔''

(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 9 تا 10)

سامعین کرام! اب خاکسار حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے بے شمار واقعات میں سے صرف چند ایک واقعات وقت کی رعایت سے پیش کرے گا۔

(1)

خلافتِ احمدیہ ایسی نعمت ہے جو جہاں تشنہ روحوں کو سیراب کرتی ہے وہاں بنجر زمینوں کی آبیاری کے سامان بھی کرتی ہے۔ جلسہ سالانہ 2012ء کی دوسرے دن کی تقریر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے براعظم افریقہ میں ظاہر ہونے والے صدہا نشانات میں سے ایک نشان کا ذکر اس طرح فرمایا:

''امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال بہت کم بارش ہوئی جس کی وجہ سے شدید مشکلات تھیں۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کیلئے لکھا تو میں نے ان کو کہا تھا کہ نماز استسقاء پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ہمارے ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ ایک اسکول ٹیچر محمد طورے صاحب ان کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ باقاعدگی سے ریڈیو احمدیہ سنتے تھے لیکن جماعت سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ ایک دن سنا کہ جماعت کے خلیفہ نے اس علاقے کیلئے بارش کی خصوصی دعا کی ہے۔ پھر اس نے سنا کہ مالی جماعت کا امیر ان کے علاقے میں آ رہا ہے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ خود جا کر اسے ملے۔ چنانچہ فراکو (Farako) گاؤں جہاں پروگرام تھا وہ وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بھی اس نے امیر سے سنا کہ اس علاقے میں بارشوں کیلئے خلیفۃ المسیح نے دعا کی ہے اور پھر خصوصی نماز پڑھائی۔ اس نے اپنے دل میں رکھ لیا کہ اگر اس سال غیر معمولی بارش ہوتی ہے تو صرف دعا کا نتیجہ ہوگی۔ کیونکہ کئی سال سے اچھی بارشیں نہیں ہوئی تھیں۔ جب بارش کا موسم آیا تو اس نے دیکھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن بہت بارش ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کا گواہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں سے ایسی بارشیں نہیں ہوئیں۔ آج وہ اس لیے آیا ہے کہ احمدیت میں داخل ہو کیونکہ خدا خلیفہ کے ساتھ ہے۔ الحمد للہ۔ اب اس گاؤں میں کثرت سے لوگ بیعت کر رہے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 3/اگست 2018ء صفحہ 18)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ریویو آف ریلیجنز کی طرف سے منعقدہ God Summit کے موقعہ پر اپنے خصوصی پیغام میں بعض واقعات کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

(2)

حضور نے فرمایا آئیوری کوسٹ کا ایک واقعہ ہمارے معلم نے لکھا۔ ایک مخلص احمدی ہیں وہاں عبداللہ صاحب ان کے بارے میں لکھا کہ میرے بھائی کو اس طرح پولیس پکڑ کر لے گئی ہے اور عدالت نے اس کو نشہ بیچنے کے جرم میں بیس سال قید کی سزا سنا دی۔ کہتے ہیں میں بڑا پریشان تھا کہ میرے بھائی کو اس طرح پولیس پکڑ کے لے گئی ہے۔ مجرم نہیں ہے۔ کہتے ہیں اس پریشانی کی حالت میں انہوں نے مجھے یہاں لندن میں خط لکھا۔ کہتے ہیں خلیفۃ المسیح کو میں نے خط لکھا دعا کیلئے اور خود بھی اپنے بھائی کی رہائی کیلئے دعا شروع کر دی۔ کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ کہتے ہیں ایک دن خواب میں مَیں نے دیکھا، مجھے لکھ رہے ہیں وہ کہ خلیفۃ المسیح کو دیکھا، آپ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو اور صبر کرو تمہارا بھائی جلدی رہا ہو جائے گا۔ صبح جب میں اٹھا تو مجھے بڑی تسلی تھی اور یقین تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ کوئی معجزہ دکھائے گا اور میرا بھائی رہا ہو کے آ جائے گا لیکن بھائی نے کیا رہا ہونا تھا الٹا کچھ دن کے بعد ان کی والدہ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ ان کو شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جانا پڑا اور

وہاں انہوں نے داخل کرلیا۔ کہتے ہیں میں بڑا پریشان کہ پہلے ایک مصیبت تھی اب دوسری مشکل بھی آ گئی۔ والدہ بیمار ہوگئی ہیں، بڑی کرب کی حالت تھی، بڑی بے بسی کی حالت تھی، بہت پریشان تھا کہ مسائل بڑھتے جا رہے ہیں۔ پھر مَیں نے دعا کی تو کہتے ہیں رات کو سویا تو پھر انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا اور میں نے ان کو کہا کہ اٹھو اور جا کے دروازہ کھولو۔ کہتے ہیں میں بیدار ہوگیا۔ ایک دم میں جاگا، آنکھ کھلی میری تو دیکھا دروازے پر کوئی knock کر رہا تھا۔ جا کے میں نے دروازہ کھولا تو کہتے ہیں وہاں میرا بڑا بھائی موجود تھا۔ اس نے کہا کہ پولیس نے مجھے آج رہا کر دیا ہے اور کہتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں کی برکت کا معجزہ ہے اور خلیفہ وقت سے تعلق کا معجزہ ہے۔ (سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2022ء)

(3)

پھر گیمبیا کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ایک دوست ہیں عمر صاحب انہوں نے 2017ء میں فیملی کے ساتھ بیعت کی تھی۔ ان کی بیوی کو یوٹرس (uterus) کا کینسر، رحم کا کینسر تھا۔ سات سال قبل بچے کی پیدائش ہوئی تھی اور اس کے بعد کینسر ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ اس کا کوئی علاج نہیں اور تمہارے اولاد پیدا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ ان کی بیوی اس وجہ سے بڑی پریشان رہتی تھی۔ ایک بیماری بھی ہے اولاد بھی نہیں اور ہوسکتی۔ زندگی موت کا سوال ہے۔ پتہ نہیں زندگی رہتی ہے کہ نہیں۔ چھوٹا بچہ ہے اس کی بھی خوشیاں دیکھیں گی کہ نہیں۔ بہر حال بیعت کرنے کے بعد کہتے ہیں ان کی بیوی نے ایک لیف لیٹ لیا اس پر تصویر میری تھی۔ کہتی ہیں وہ تصویر دیکھ کر پتہ نہیں میرے دل میں خیال پیدا ہوا اور سکون پیدا ہوا تو میں دعا بھی کرتی رہی اور اللہ تعالیٰ سے مزید تسکین کی دعا مانگتی رہی۔ پھر انہوں نے مجھے خط لکھا اور اپنی دعا کی درخواست کے ساتھ بیماری اور اولاد کی خواہش کا بھی ذکر کیا۔ اللہ کا فضل ایسا ہوا کہ کچھ دیر کے بعد وہ حاملہ ہوگئیں اور جب ڈاکٹروں اور نرسوں نے چیک کیا تو حیران تھے۔ وہ ان کو کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو جواب دے دیا تھا اور یہ میڈیکلی ممکن نہیں تھا کہ اب اس عورت کا بچہ پیدا ہو۔ پھر جب انہوں نے pregnancy ٹیسٹ کے بعد دوبارہ کینسر کا ٹیسٹ کیا اور دیکھا تو وہ بھی بالکل نیگیٹو (negative) آیا۔ اس پر ڈاکٹر بڑے حیران تھے۔ ڈاکٹر نے اس نومبائع خاتون سے پوچھا تم نے کون سی دوائی استعمال کی ہے کہ جس سے یہ کینسر بھی ختم ہوگیا اور تمہاری یہ مشکل اور اس طرح کی تکلیف دور ہوگئی جس پر میڈیکلی تو ہمیں یقین تھا کہ نہیں ہوسکتی۔ کہنے لگی میں نے کوئی دوا نہیں استعمال کی۔ مَیں نے تو خلیفۂ وقت کو دعا کیلئے لکھا تھا اور خود بھی دعا کر رہی تھی اور یہ دعا کی برکتیں ہیں اور یہی میرا علاج ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے فضل فرمایا ہے۔ (سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2022ء)

(4)

حضور فرماتے ہیں: مالدا صوبہ بنگال انڈیا کے ایک معلم صاحب ہیں ان کے گردے خراب ہوگئے۔ یہ 2005ء کی بات ہے۔ اور ڈاکٹروں نے علاج کرنے کی کوشش کی۔ کوئی صورت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ 2005ء میں جب مَیں قادیان گیا ہوں تو وہاں ان کی فیملی ملاقات تھی انہوں نے اپنی بیماری کا ذکر کیا۔ معلم صاحب نے دعا کی درخواست کی اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد وہ دوبارہ چیک اپ کرانے ہسپتال گئے تو ڈاکٹر حیران رہ گئے کہ گردے غیر معمولی طور پر ٹھیک ہوگئے ہیں اور اللہ کے فضل سے اس کے بعد وہ بالکل صحت یاب ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دعا کے بارے میں کہ

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 27 مئی 2022ء)

حضور انور کے قبولیت دعا کے بعض واقعات جو خاکسار کو وکالت تبشیر لندن سے بذریعہ وکالت تعمیل و تنفیذ (برائے بھارت، نیپال، بھوٹان) موصول ہوئے ہیں۔ اُن میں سے چند پیش کرتا ہوں:

(موصول از وکالت تبشیر لندن بذریعہ خط T-9313-19R/14-9-22 بحوالہ WTT-46797/25-9-22)

(5)

مبلغ انچارج صاحب ضلع 'چندر پور' مہاراشٹرا' لکھتے ہیں کہ: جماعت احمدیہ 'بلار پور' کے ایک مخلص نوجوان منور علی صاحب جو کہ انجینئر ہیں کئی دنوں سے نوکری کے لئے مختلف کمپنیوں میں انٹرویو وغیرہ دے رہے تھے مگر کہیں بھی کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ اسی دوران حضور نے مسجد بیت الفتوح کی renovation کیلئے تحریک فرمائی انہوں نے ایک بھاری رقم وعدہ کے طور پر لکھوا دی حالانکہ ان کے پاس نوکری بھی نہیں تھی۔ اس کیساتھ ساتھ وہ حضور انور کی خدمت میں دعا کیلئے بھی لکھتے رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خدا پر یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور انہیں قطر میں نوکری مل گئی اور جتنی رقم کا وعدہ لکھوایا تھا اتنی ہی رقم تنخواہ کے طور پر مقرر ہوئی۔

(6)

امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں:

جیالو عبد الرحمان صاحب افسر جلسہ سالانہ برکینا فاسو کی امسال مارچ میں حضور انور سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا جلسہ منعقد ہونے والا ہے لیکن وہاں شدید گرمی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا 'اچھا آپ کیا چاہتے ہیں کہ بارش ہوجائے؟' اس پر انہوں نے عرض کیا کہ جی حضور! اس پر حضور نے فرمایا 'اچھا'۔ چنانچہ جب جلسہ منعقد ہوا تو پہلے روز 42 ڈگری درجہ حرارت تھا لیکن عصر کے بعد موسم خوشگوار رہوا اور ہلکی سی پھوار بھی پڑی۔ پھر رات آٹھ بجے کے قریب موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور رات گیارہ بجے کے بعد بارش تھم گئی اور ہوا چلنے سے تمام جگہ خشک ہونا شروع ہوگئی اور صبح پروگرام کے مطابق تہجد ادا کی گئی۔ خاکسار کو بیس سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے اور جماعت کے قدیمی احباب سے بھی پوچھا سب نے بتایا کہ کبھی بھی جلسہ میں بارش نہیں ہوئی اور اس مہینے میں اس طرح بارش کا ہونا انتہائی غیر معمولی واقعہ تھا۔ پھر افسر صاحب جلسہ سالانہ نے تمام حاضرین کو حضور سے ملاقات اور جلسہ میں بارش کی درخواست کا بتایا تو کیفیت ہی مختلف ہوگئی سب کے دل قبولیت دعا اور خلافت احمدیت سے محبت واخلاص سے بھر گئے اور فضا دیر تک نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔

(7)

کانگو برازاویل میں شہر پوائنٹ نوار کے مبلغ لکھتے ہیں: کانگو برازاویل کے شہر پوائنٹ نوار میں 2015ء میں احمدیہ مشن کے قیام کے بعد ایک دن بازار میں پاکستانی دوست محمد اقبال صاحب سے ملاقات ہوئی۔ پہلے تو بہت خوشی سے ملے اور فون نمبر بھی لیا۔ لیکن جب میں نے اپنے احمدی ہونے کا بتایا تو اچانک رویہ میں تبدیلی آ گئی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خاکسار جب بھی رابطہ کر کے مشن ہاؤس آنے کی دعوت دیتا تو کوئی نہ کوئی عذر کر دیتے۔ 2017ء میں اچانک انکی ملازمت ختم ہوگئی اور اچھی خاصی بڑی رقم بھی پھنس گئی۔ ساتھ ہی پاسپورٹ بھی ختم ہوگیا۔ وہ بہت ہی پریشان ہوئے اور ہر جگہ کوشش کی مگر کوئی حل نہ نکل سکا۔

پھر جنوری 2018ء میں ایک دن اچانک انتہائی پریشانی میں انکا فون آیا کہ میں آپ سے ملنے مشن ہاؤس آنا چاہتا ہوں۔ یہاں پہنچ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ مجھے پاسپورٹ بنوا دیں۔ کہنے لگے کہ مجھے سب نے یہی کہا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی تمہاری مدد کرسکتی ہے۔

چنانچہ ان کا آن لائن پاسپورٹ اپلائی کیا گیا تو چند دنوں میں ان کا پاسپورٹ بن کر آ گیا۔ پاسپورٹ کا بننا تھا کہ انکی طبیعت میں جماعت کے لیئے نرمی آنے لگی۔ وہ اکثر مشن ہاؤس آنے لگے اور کھانا بھی ساتھ کھانے لگے۔ پھر جلسہ سالانہ کانگو 2018ء میں بھی شریک ہوئے۔ چونکہ انکی ملازمت ختم ہوگئی تھی اور ایک بڑی رقم بھی پھنس گئی تھی۔ جس کے حصول کی کوئی صورت نہیں نکلتی تھی۔ اسی تگ و دو میں 15 مہینے گزر گئے۔ اور انکی پریشانی تھی کہ بڑھتی جاتی تھی۔

ایک دن مشن ہاؤس میں بیٹھے ہوئے بہت ہی رنجیدہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ اپنی جماعت کے خلیفہ صاحب کو میری طرف سے دعائیہ خط لکھیں۔ اور بار بار اصرار کرنے لگے۔ میں نے کہا کہ ہم ابھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ لیتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ آپ احمدی ہوں یا نہ ہوں مگر اس دعا کا قبول ہونا آپ کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے احمدیت کی صداقت کا نشان ہوگا کیونکہ آپ کو اپنی رقم ملنے کی ذرہ بھی امید نہیں۔ چنانچہ اُسی رات دعائیہ خط فیکس کر دیا اور انتظار کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل فرمائے۔

خدا تعالیٰ بھی بہت شان والا ہے اور اسے بھی اپنے خلیفہ سے شدید محبت ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہوا اور آخر چار دن بعد وہ مسکراتے ہوئے مشن ہاؤس آئے اور کہنے لگے کہ جس رات کو ہم نے خلیفہ صاحب کو خط فیکس کیا تھا، اس سے اگلے دن ہی مجھے دفتر سے کال آ گئی تھی کہ آپ آ جائیں اور پھر سے ملازمت کریں اور انہوں نے رقم ملنے کی بھی یقین دہانی کروائی ہے۔

میں نے الحمدللہ پڑھا اور کہا کہ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور پیارے خلیفہ کی دعاؤں سے آپ کے لئے احمدیت کی صداقت کا کیسا معجزہ دکھایا ہے۔ موصوف احمدیت کے کافی قریب آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

(وکالت تبشیر لندن)

(8)

جرمنی سے ابرار احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

میں نے جرمنی آنے کے بعد Burgerking (فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ) میں کام شروع کر دیا ایک دن انہوں نے بلیٹین میں حضور انور کا ارشاد پڑھا کہ ''ایسے افراد جو سور کے گوشت اور الکحل والی جگہ پر کام کرتے ہیں ان سے چندہ نہیں لینا''

یہ تحریر کرتے ہیں کہ حضور انور کا یہ ارشاد پڑھا تو ہوش اڑ گئے۔ ساری رات بے قراری اور نفل پڑھ کر گزاری کہ اے اللہ تو میری حالت کو جانتا ہے اسی دوران حضور انور کو بھی دعا کیلئے خطوط باقاعدگی سے لکھتا رہا۔ یہ سوچتا رہا کہ اس چھوٹے شہر میں اور کون مجھے کام دے گا؟ اور اسی دوران جماعت کے لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہمیں وصیت کا کہتا ہے اب اپنی وصیت کیسے بچائے گا۔

اسی دوران حضور انور کی طرف سے خط کا جواب موصول ہوا جس میں حضور انور نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور بابرکت کام دے گا۔ دعا بہت کری''

لہٰذا فوراً اٹھا اور کام والوں کو کام سے جواب دے دیا اور کہا کہ یہ میرا آخری دن ہے۔ کام والوں نے ڈرایا کہ پیسے نہیں ملیں گے، بہت مشکل ہوگی لیکن میں وہاں سے اپنا استعفیٰ دے کر واپس گھر آ گیا۔ گھر آ کر اپنا لیٹر بکس کھولا تو POST کے محکمہ کی طرف سے خط آیا ہوا تھا کہ کل سے کام پر آ جاؤ۔ فوراً سَر خدا کے حضور جھک گیا کہ ایک دن پہلے کام ختم ہوا اور اگلے دن نیا کام مل گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے گاڑی بھی دے دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بطور سیکرٹری وصایا نئ وصایا کا ٹارگٹ بھی مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

سامعین حضرات! یہ واقعات سن کر حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں یہی صدا دل سے نکلتی ہے کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے
غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

جماعتِ احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ دنیا میں واحد جماعت ہے جسے ماں باپ سے زیادہ بڑھ کر درد رکھنے والا اور دعائیں کرنے والا وجود حاصل ہے۔ جب رات کو سب سو جاتے ہیں تو وہ جاگتا ہے تمام عالم میں بسنے والے انسانوں کیلئے اپنے رب کے حضور مناجات کرتا ہے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی اس بات کو محسوس کیے بغیر نہیں رہتے۔

سامعین کرام! اب خاکسار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے دعا کے بارے میں تحریکات اور نصائح کے حوالہ سے بعض اقتباسات پیش کرے گا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یاد رکھیں کہ وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔

وہ آج بھی اپنے مسیح سے کیے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے۔ جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا...... پس دعائیں کرتے ہوئے اور اسکی طرف جھکتے ہوئے اور اسکا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اسکے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 4 جون 2004ء صفحہ 9)

حضور انور فرماتے ہیں: ’’جہاں جہاں بھی احمدی ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپ اس فوج میں داخل ہوئے ہیں جو اس زمانے کے امام نے بنائی۔ اس لئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم اور استقامت مانگتے ہوئے ہمیشہ اور ہر وقت صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکیں۔ آخری فتح انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ ان شیطانی اور طاغوتی قوتوں کو شکست دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم فرمایا ہے لیکن ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کیلئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہماری فتح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ظاہری اسباب سے نہیں ہونی بلکہ دعاؤں سے ہونی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کیلئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 06 مارچ 2009ء)

حضور انور فرماتے ہیں: ’’جب خدا تعالیٰ اپنے بندے کے اس قدر نزدیک ہو جائے کہ وہ اور بندہ ایک دوسرے میں جذب ہو جائیں۔ پھر جب بندہ دعا کرتا ہے تو ایسی حالت میں کی گئی دعا ایسے ایسے عجیب معجزے دکھاتی ہے جو ایک آدمی کے تصور میں بھی نہیں آسکتے۔ پس یہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ عام دنیا میں بھی مشاہدہ کر کے دیکھ لیں کہ جب تکلیف کے وقت خالص ہو کر کوئی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے تو اس وقت کیونکہ دنیا کی ہر چیز سے بے رغبتی ہوتی ہے، دنیا کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، مشکل میں پھنسا ہوتا ہے، مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جھک رہا ہوتا ہے، صرف اور صرف اللہ کی ذات سامنے ہوتی ہے، تکلیفوں نے اس شخص کے اندر ایک کیفیت پیدا کی ہوتی ہے۔ اس لئے اکثر لوگ جو ایسی حالت میں دعائیں کر رہے ہوتے ہیں وہ قبولیت دعا کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔

پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے اسکے قریب تر ہونے کی کوشش کرتا رہے، ایک کام ہونے کے بعد، ایک تکلیف دور ہونے کے بعد اس کے قریب ہونے کی کوشش کو ترک نہ کر دے تو پھر مستقل اللہ تعالیٰ استجابت دعا کے نظارے دکھاتا ہے، قبولیت دعا کے نظارے دکھاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عنایات کو ہر وقت اپنے اوپر برستا رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر رہنے کی کوشش کی جائے۔ پھر ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ تمام تر دنیاوی اسباب کو اور دنیا کی جو بھی چیزیں ہیں ان کو اس بندے کی دعا مانگنے کی صورت میں اس کی ضروریات پوری کرنے کے کام میں لگا دیتا ہے۔ تمام زمینی اور آسمانی ذرائع اپنے بندے کی مدد کیلئے کھڑے کر دیتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ بندے کی دعا قبول کرتے ہوئے بادلوں سے بارش برساتا ہے تو کبھی دشمن کے حق میں اپنے بندے کی بددعا سنتے ہوئے قحط اور آفات کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ پس یہ حالت جو ایک مومن کے دل میں قبولیت دعا کیلئے پیدا ہونی چاہئے، یہی وہ حالت ہے جو ہر احمدی کو اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 22 ستمبر 2006ء)

حضور انور فرماتے ہیں: ’’آج ہم نے نہ صرف اپنی بقا کیلئے، اپنی ذات کی بقا کیلئے، اپنے خاندان کی بقا کیلئے، جماعت احمدیہ کی ترقیات کیلئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے بلکہ امت مسلمہ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر پوری انسانیت کی بقا کیلئے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی ہے جس کی آج بہت ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو ان دنوں میں (ان دنوں سے میری مراد ہے ہمیشہ ہی) اور آج کل خاص طور پر جب حالات بڑے بگڑ رہے ہیں، بہت زیادہ اپنے رب کے حضور جھک کر دعائیں کرنی چاہئیں۔ مضطر کی طرح اسے پکاریں۔ بے قرار ہو کر اسے پکاریں۔ آج امت مسلمہ جس دور سے گزر رہی ہے اور مسلمان ممالک جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اسکا حل سوائے دعا کے اور کچھ نہیں اور دعا کے اس محفوظ قلعے میں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا آج احمدی کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس امت مسلمہ کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نجات دے۔ ان کو اس پیغام کو سمجھنے کی توفیق دے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے مسلم امت کو دیا تھا۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم ختم کرے۔ انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف رجوع کرے۔ اسے پہچان کر اپنی ضدوں اور اناؤں کے جال سے باہر نکلے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کو آواز نہ دے بلکہ اس کی طرف جھکے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو سمجھنے والا ہو، اس بات کو سمجھنے والا ہو کہ میری طرف آؤ، خالص ہو کر مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری دعاؤں کو سن کر اس دنیا کو جس کو تم سب کچھ سمجھتے ہو، جو کہ حقیقت میں عارضی اور چندروزہ ہے، تمہارے لئے امن کا گہوارہ بنا دوں تاکہ پھر نیک اعمال کی وجہ سے تم لوگ میری دائمی جنت کے وارث بنو...... پھر جیسا کہ مَیں نے کہا اس دنیا کیلئے، انسانیت کیلئے بھی دعا کریں۔ دنیا بڑی تیزی سے اپنی اناؤں اور ضدوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ اپنے خدا کو بھلا چکی ہے اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دے رہی ہے۔ ظلم اتنا بڑھ چکا ہے کہ اسے انصاف کا نام دیا جا رہا ہے، اللہ ہی ان لوگوں پر رحم کرے۔

پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اپنے لئے بھی اور جماعت کیلئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کے مخالفین اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کر دے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں سے ہوتا آیا ہے کہ مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ تو چلتا چلا جائے گا اور یہ ہوتا رہا ہے تبھی ترقیات بھی ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک سچائی کی دلیل ہے کہ جب دلیل دوسرے کے پاس نہ ہو تو پھر وہ سختیاں کرتا ہے۔ تو ان مخالفتوں سے نہ تو احمدی ڈرتے ہیں اور نہ انشاء اللہ ڈریں گے۔ یہی چیز ایمان میں ترقی اور جماعت کی ترقی کا باعث بنتی ہے اور یہ مخالفتیں ہمیشہ کھاد کا کام دیتی ہیں لیکن اس مخالفت کی وجہ سے مخالفین کا جو بدانجام ہونا ہے، انسانی ہمدردی کے ناطے ہم ایسے لوگوں کیلئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اپنے بدانجام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔ اور اپنے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعاموں سے محروم نہ رہ جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمائے ہوئے ہیں۔ دشمن کا ہر شر اور ہر کوشش ہمارے ایمان میں ترقی اور خیر کے سامان لانے والی ہو۔ ہم میں سے ہر ایک استقامت دکھانے والا ہو۔ ہماری نیک تمنائیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں اور اس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام ان نیک صفات کی پناہ میں لے لے جن کا ہمیں علم ہے یا نہیں اور اپنی مخلوق کے ہر شر سے ہمیں بچائے۔ آمین‘‘

(خطبہ جمعہ 11 اگست 2006ء)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نمود ونمائش کیلئے حق مہر باندھنا غلط ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تراضی طرفین سے جو ہو اُس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اُس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کیلئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کیلئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 284)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 تذکرۃ الشہادتین صفحہ 67)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کیلئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون...... کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے۔ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 285، ایڈیشن 2010ء)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2022ء (مستورات کے اجلاس سے)

تربیت اولاد اور احمدی ماؤں کی ذمہ داریاں، محبت الٰہی، نماز، تلاوت، خلافت سے محبت اور اعلیٰ اخلاق

(ڈاکٹر منصورہ الہ دین، صدر لجنہ اماء اللہ قادیان)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(سورۃ الفرقان آیت:75)

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو
ایسی تمہارے گھر کے چراغوں کی ہو ضیاء
عالم کو جن سے نور ہدایت نصیب ہو

محترمہ صدر صاحبہ و پیاری بہنو و بچیو!! میری تقریر کا عنوان ''تربیت اولاد اور احمدی ماؤں کی ذمہ داریاں، محبت الٰہی، نماز، تلاوت، خلافت سے محبت اور اعلیٰ اخلاق'' ہے۔

جو آیت کریمہ آپ نے سماعت فرمائی اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پیاری بہنو!! ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر بجا لائیں وہ کم ہے کہ اُس نے ہمیں اس دور کے امام کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق بخشی۔ آج سے ایک صدی قبل جب چاروں طرف تاریکی کا دور دورہ تھا اور کشتیٔ اسلام بھنور میں پھنسی ہوئی ہچکولے کھا رہی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے مخالفتوں کی تیز و تند آندھیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کشتیٔ اسلام کو ڈوبنے سے بچایا اور خدا کے دین کی خاطر اپنے مال، عزت اور اولاد کو قربان کر دینے والی ایک ایسی جماعت قائم کر دی جس کا آج دشمن بھی معترف ہے کہ ہاں اسلام کی خدمت پر کمر بستہ اگر کوئی جماعت اِس دور میں ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

پیاری بہنو! اِس جماعت کے افراد ہونے کا شرف ہم پر جو ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اُن کی طرف میں اپنی بہنوں کو توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

یہ ایک حقیقت ہے اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ کسی بھی قوم کے بام عروج پر پہنچ جانے کا راز عورت کی عقل و ہمت اور بلند کرداری ہی میں مضمر ہے اور اسی طرح اگر کسی قوم کے زوال کی وجوہات تلاش کی جائیں تو اُس میں بھی ہمیں عورت ہی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسی حقیقت کے پیش نظر جماعت کی مستورات کی دینی اور علمی ترقی کیلئے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں مستورات کی تربیت کیلئے بے انتہا تڑپ تھی۔ آپ کی دور بین نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ جب تک جماعت کی عورتوں کی اصلاح نہیں ہوگی اُس وقت تک جماعت ترقی نہیں کرسکتی۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے اور یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے اور اگر اُن کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے۔ پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دار و مدار اس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔ اگر آج کل کی مائیں اپنی اولاد کی تربیت اُسی طرح کرتیں جس طرح صحابیات نے کی تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے بچے بھی ویسے ہی قوم کے جاں نثار سپاہی ہوتے جیسے کہ صحابیات کی اولادیں تھیں۔ اگر آج بھی خدانخواستہ جماعت احمدیہ میں کوئی خرابی واقع ہوئی تو اُسکی عورتیں ہی ذمہ دار ہوں گی۔''

(الازھار، صفحہ 327)

تربیت اولاد میں سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہے وہ والدین کی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے سے لیکر تادم حیات اولاد کیلئے دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے۔ پیدائش سے قبل نیک اور صالح اولاد کیلئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (سورۃ آل عمران: 39) یعنی اے میرے رب! اپنی جناب سے مجھے نیک اور طیب اولاد عطا فرما۔ یقیناً تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔

پھر بعد میں اولاد کو نیک اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کیلئے بھی یہ دعا سکھائی۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان: 75) اے ہمارے ربّ! ہم کو ہمارے ازواج کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

پس ماؤں کا اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنا پورا زور دعا پر لگا دیں۔ پیدائش سے پہلے سے دعا کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں کہ اے اللہ یہ اولاد جو تو نے عطا کی ہے ہم طاقت نہیں رکھتے کہ انکی صحیح پرورش اور صحیح تربیت کر سکیں تُو ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ان کی عمدہ رنگ میں تربیت کرسکیں اور ان کو تیرے دین کے فدائی بنا سکیں اور یہ اولاد ہمارے لئے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور تیری رضا بھی حاصل کریں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بچوں کی تربیت کیلئے دعاؤں پر زور دینے کیلئے تلقین فرمائی ہے۔ آپ علیہ السلام بچوں کو بدنی سزا دینے اور زیادہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور اکثر یہی فرماتے تھے کہ بچوں کیلئے دعا کو اپنا معمول بنالو۔ آپ کی عملی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ اپنی اولاد کیلئے دعا کرتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کر ان کو نیک قسمت دے اِنکو دین و دولت
کر انکی خود حفاظت ہو اِن پر تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
یہ روز کر مبارک سبحان من یّرانی
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پرزِ نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
اِن پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یّرانی

دعاؤں کے ساتھ ساتھ بچوں کو اچھی باتوں کی تلقین اور نصیحت اور اسکے ساتھ ساتھ اپنا عملی نمونہ دکھانا بھی نہایت ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ

اس میں بھی وہی فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنی اولاد کی عزت کرو تا کہ ان کے اندر عزتِ نفس پیدا ہو۔ جب ہم اپنے بچوں کی عزت کرتے ہوئے محبت سے اُن کو نیک باتوں کی ترغیب دلائیں گے تو وہ بھی ہمیں اپنا سچا خیر خواہ سمجھیں گے اور والدین کی اطاعت کریں گے۔

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کی، اسکے بارہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''بچے پر ہمیشہ اعتبار اور پختہ اعتبار ظاہر کر کے اسکی والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے تو بچے پر اعتبار کرو اور اس کو شک سے نہ دیکھا کریں۔ جھوٹ سے نفرت، غیرت اور غنا آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتیں کہ بچے میں یہ عادت ڈال لو کہ وہ کہنا مان لے۔ پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا باز آجائے گا اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی اُمید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی کی حالت میں بھی ان کے منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔''

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جماعت کی مستورات اور بچیوں کی تربیت کی اس قدر فکر تھی کہ آپ نے بے شمار لیکچر عورتوں میں اس تعلق سے دیئے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اُن کو بار بار پڑھنا اور ان پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

قوم میں جنت ماؤں کے ذریعہ سے ہی آتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے یہ کتنا لطیف فقرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ماں کی کس قدر اہمیت بیان فرمائی ہے۔ عام طور پر لوگ اسکے یہ معنی کرتے ہیں کہ ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جنت ملتی ہے۔ یہ بھی درست ہے لیکن اسکے اصل معنی یہ ہیں کہ درحقیقت قوم میں جنت تبھی آتی ہے جب مائیں اچھی ہوں اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والی ہوں اگر مائیں اچھی نہ ہوں تو اولاد بھی کبھی اچھی نہیں ہوگی اور جس قوم کی اولاد اچھی نہیں ہوگی اس قوم میں جنت کبھی نہیں آئے گی۔

حضور انور فرماتے ہیں: ''ہمیشہ اولاد کی فکر کے ساتھ تربیت کرنی چاہئے اور ان کی راہنمائی کرنی چاہئے۔ عورتوں کو اپنے گھروں میں وقت گزارنا چاہئے۔ مجبوری کے علاوہ جب تک بچوں کی تربیت کی عمر ہے ضرورت نہیں ہے کہ ملازمتیں کی جائیں۔ کرنی ہیں تو بعد میں کریں۔ بعض مائیں ایسی ہیں جو بچوں کی خاطر قربانیاں کرتی ہیں حالانکہ پروفیشنل ہیں، ڈاکٹر ہیں اور اچھی پڑھی لکھی ہیں لیکن بچوں کی خاطر گھروں میں رہتی ہیں اور جب بچے اس عمر کو چلے جاتے ہیں جہاں ان کو ماں کی فوری ضرورت نہیں ہوتی، اچھی تربیت ہو چکی ہوتی ہے تو پھر وہ کام بھی کر لیتی ہیں۔ تو بہر حال اس کیلئے عورتوں کو قربانی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو اعزاز بخشا ہے کہ اسکے پاؤں کے نیچے جنت ہے وہ اسی لئے ہے کہ وہ قربانی کرتی ہے۔ عورت میں قربانی کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جو عورتیں اپنی خواہشات کی قربانی کرتی ہیں ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 15 مئی 2015ء)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2004ء میں نائیجیریا میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے خطاب میں احمدی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''عورتیں یاد رکھیں کہ اُن کا اسلامی معاشرے میں ایک بلند مقام ہے۔ اگر انہوں نے اپنے اس بلند مقام کو نہ پہچانا تو اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ ان کی آئندہ نسلیں ایمان پر قائم رہیں گی۔ خواتین اپنے اس مقام کو پہچانیں جو اُن کا معاشرے میں ہے۔ نہیں تو وہ اپنے خاوندوں اور آئندہ نسلوں کی نافرمان اور اُن کا حق ادا نہ کرنے والی سمجھی جائیں گی اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے پیدا کرنے والے سے بے وفائی کر رہی ہوں گی۔ پس یہ انتہائی اہم ہے کہ ہر احمدی عورت اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتی رہے اور ہمیشہ یہ دعا کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی راہنمائی کرے اور اس کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق پرورش کر سکے۔''

تربیت اولاد کے حوالے سے ایک ماں کی ذمہ داریوں کے جو چند پہلو میری تقریر کا حصہ ہیں وہ پیش

کرتی ہوں۔

خدا تعالیٰ سے محبت

تربیت اولاد کیلئے سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی محبت اوراس سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ ایک ماں کیلئے ضروری ہے کہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والی اور اپنی اولاد کی اس طور پر تربیت کرنے والی ہو کہ بچے کے دل میں شروع سے ہی محبت الٰہی پیدا کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچوں کو پہلی بات جو سکھانی ہے وہ لا الہ الا اللہ ہے سب سے پہلا درس بچے کے کان میں خدا کی بڑائی اور کبریائی کا ہو۔ نومولود بچے کی تربیت اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ سب سے پہلے بچے کے کان میں اذان دینے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جائیں ماؤں کا فرض ہے کہ وہ موقع کی مناسبت سے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانوں کے بارہ میں بتا کر اس کا شکر ادا کرنے والے بنائیں اور اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت بچوں کے دلوں میں پیدا کریں۔ مثلاً کھانے پینے کے وقت اُسے سمجھائیں کہ یہ رزق ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو کس قدر محنت کے بعد ہم تک پہنچا ہے اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

’’بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عبد الرحمٰن بنائیں۔ بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں۔ جب ذرا بات سمجھنے لگ جائیں تو جب بھی کوئی چیز دیں تو یہ کہہ کر دیں کہ یہ تمہیں اللہ میاں نے دی ہے۔ شکر کی عادت ڈالیں پھر آہستہ آہستہ سمجھائیں کہ جو چیز مانگنی ہے اللہ میاں سے مانگو۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء)

ایک ماں کی ذمہ داریوں میں دوسری اہم ذمہ داری ادائیگی نماز کی محبت بچوں کے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔

میری پیاری بہنو! یہ ایک حقیقت ہے کہ تربیت عمل سے شروع ہوتی ہے مثلاً جب ہم فرائض کی پابندی کریں گی اور منکرات سے پرہیز کریں گی تو لا محالہ ہماری اولاد بھی ایسا ہی کرے گی۔ ہم نماز پڑھنے مسجد میں جائیں گی تو ہمارے بچے دوڑ کر ساتھ جائیں گے۔ ماں گھر میں نماز پڑھے گی تو چھوٹے بچے اس کی نقالی میں سجدے بجا لائیں گے۔ لیکن اگر ہم خود نماز کی پابند نہ ہوں گی اور بچوں کو نماز کی تلقین کریں گی اور توقع رکھیں گی کہ وہ نمازی بن جائیں گے تو یہ محض ایک خام خیالی ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’نماز تو انسانی زندگی کی جان ہے۔ نماز نہ ہو تو کچھ بھی رشتہ خدا سے باقی نہیں رہتا۔ تو اس کی عادت ڈالنے کیلئے بھی بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اچانک یہ عادت بچوں میں نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اُن کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کرو اور پیار سے ایسا کرو۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کوئی مارنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک پیار اور محبت سے سیکھتا رہے پھر 10 اور 12 سال کے درمیان اس پر کچھ سختی کرو کیونکہ وہ کھلونڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کیلئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مؤرخہ 11 ؍فروری 2000ء)

حضرت اُمّ المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ نمازوں کی بڑی پابندی کیا کرتی تھیں۔ روزانہ صرف نمازوں کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ وقت پر ادائیگی کی پابندی فرماتی تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ آپ کا یہ حال تھا کہ نماز کا وقت ہونے پر وضو کر کے اذان کا انتظار کر رہی ہوتی تھیں اور اذان کے بعد اپنے اردگرد کے بچوں کو کہتیں کہ میں نماز پڑھنے لگی ہوں لڑکیو تم بھی نماز پڑھو۔

اس طرح اپنے عملی نمونہ سے نصیحت فرماتی تھیں تو دیکھیں یہی نصیحت کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔

ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کا ترجمہ بھی بچپن میں سکھائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’عبادت کا تعلق محبت سے ہے اور محض رسمی طور پر ترجمہ سکھانے کے نتیجے میں عبادت آئے گی کسی کو نہیں، وہ ماں باپ جن کا دل عبادت میں ہو جن کو نماز سے پیار ہو جب وہ ترجمہ سکھاتے ہیں بچے سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے۔ بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا ہوتا ہے ان کے دل کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے ان کے جذبات سے اس کے اندر بھی ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہوتا ہے وہ اگر نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہوگا...... ہر احمدی کو نماز کے معاملے میں کام کرنا پڑے گا۔ محنت کرنی پڑے گی۔ اپنے نفس کو شامل کرنا پڑے گا۔ اپنے سارے وجود کو اس میں داخل کرنا پڑے گا تب وہ نسلیں پیدا ہوں گی جو نمازی نسلیں ہوں گی خدا کی نظر میں۔‘‘ (خطبہ جمعہ 8؍نومبر 1985ء)

تلاوت قرآن کریم

اسی طرح تربیت کا ایک اور پہلو تلاوت قرآن کریم ہے اس میں بھی باقاعدگی ہونی چاہئے۔ روزانہ صبح کے وقت ہر احمدی گھر سے تلاوت کی آواز اٹھنی اور سنائی دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہ صرف تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ تلاوت قرآن کریم کیلئے سب سے موزوں وقت بھی بتا دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 79)

یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اسکے معنی پر غور کرنا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو اس کو کہیں کہ تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر اسکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو خالی تلاوت نہ کرو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7؍جولائی 1997ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اسی طرح احمدی ماؤں اور بچیوں کو میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب آپ نمازوں کی طرف توجہ کریں تو قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ کریں اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتہ چلے گا اور اُس سے آپ کو اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرنے کے راستے ملیں گے۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اسکا ترجمہ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھنے کیلئے بہت ضروری ہے۔‘‘

(جلسہ سالانہ ماریشس 2005ء، الازہار حصہ اوّل جلد سوم صفحہ 355-354)

پس ہم ماؤں کی اہم ذمہ داری ہے کہ خود باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کریں۔ اسکے معانی اور مطالب کو سیکھیں، سمجھیں، اس پر عمل کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔ وباللہ التوفیق

خلافت سے محبت

اسی طرح تربیت اولاد کے سلسلہ میں ایک اہم پہلو اپنے اور اپنے بچوں کے اندر خلافت سے محبت کی روح پیدا کرنا ہے۔ آج روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو نظام خلافت سے وابستہ ہو کر عافیت کے حصار میں ہے اور اس کی برکات و فیوض سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ برکات ہمارے اندر نسلاً بعد نسلٍ جاری رہیں تو ہم پر یہ عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم مکمل اخلاص و وفا کے ساتھ خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنے والی ہوں اور ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، اوڑھنا، بچھونا سب امام وقت کے اشاروں پر ہو۔ یہی خلافت کا قرب پانے اور اس کی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم باقاعدگی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام خطبات اور پروگرام سنیں اور باقاعدگی سے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھیں اور اپنے بچوں میں بھی یہ عادت ڈالیں اور بچوں کو تلقین کریں کہ کوئی بھی اہم فیصلہ لینے سے پہلے اپنے پیارے امام وقت سے ضرور راہنمائی حاصل کریں نیز خلیفۂ وقت سے اگر ملاقات کا موقع ملے تو اسے ضرور فوقیت دیں اور ایم ٹی اے سے اپنے بچوں کو جوڑے رکھیں اور خود بھی اسکے پروگرام ان کے ساتھ ملکر دیکھیں۔ اپنے اور اپنے بچوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیلئے خاص طور پر دعا کرنے کی عادت پیدا کریں اس سے حضور انور سے وفا و محبت کا تعلق مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

خلافت سے محبت کے تعلق سے جلسہ سالانہ تنزانیہ 2005ء کے موقع پر ایک خطاب میں حضور انور نے فرمایا:

’’یوگانڈا میں بھی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی سے باہر نکلے تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھاتے ہوئے جو دو اڑھائی سال کا بچہ تھا ساتھ ساتھ دوڑتی جا رہی تھی۔ اسکی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا۔ وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکّے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کر مسکرایا ہاتھ ہلایا تب ماں کو چین آیا تو بچے کے چہرہ کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔‘‘

اعلیٰ اخلاق

تربیت اولاد میں ماؤں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کریں۔ جھوٹ سے بکلی اجتناب بلکہ نفرت ہونی چاہئے۔ زبانی نصیحت کافی نہیں بلکہ خود بھی سچ بولنے کا عملی مظاہرہ کریں۔ کھیل اور مذاق میں بھی کبھی جھوٹ نہ بولیں۔ بچوں میں وقار ہونا چاہئے۔ آپس میں ایک دوسرے سے محبت، خوش خلقی سے پیش آنا، نرم اور پاک زبان استعمال کرنا۔ صبر وقناعت کا مادہ پیدا کرنا،

وسعت حوصلہ، غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت، بڑوں کا ادب، اطاعت اور فرمابرداری یہ سب خُلق بچپن میں کوشش کر کے پیدا کئے جا سکتے ہیں اور ان کا سفر بھی گھروں سے شروع ہونا چاہئے کیونکہ اکثر لوگوں کے اخلاق بگاڑنے والے ان کے والدین ہیں۔ بداخلاقی بہت ہی بڑا گناہ بن جاتی ہے کیونکہ بد اخلاق لوگوں کے متعلق جنت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خواہ ماں باپ کتنی ہی کوشش کریں کہ اُن کا بچہ بداخلاقیوں کے بداثرات سے محفوظ رہے جب تک بچے کی صحبت و مجلس نیک نہ ہوگی اُس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہوسکتی۔ بے شک ایک حد تک اُن کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اُس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بدصحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اُس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے۔ بچپن کی بدصحبت ایسی عادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہیں کہ آئندہ عمر میں اُن کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔''

(الازہار جلد اوّل صفحہ 160-161)

اس لئے ہم ماؤں کا فرض ہے کہ ہم اپنے عملی نمونوں کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نگرانی بھی رکھیں کہ وہ کہیں بُری صحبت تو اختیار نہیں کر رہے ہیں یا پھر کوئی بداخلاقی والے پروگرام تو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

''پس اگر احمدی بچوں کی مائیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی بنی رہیں۔ آج اگر آپ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کرتی رہیں، آپ کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہ ہو۔ آپ کی ہر بات سچ اور صرف سچ پر بنیاد رکھنے والی بنی رہی تو جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلیں انشاء اللہ، اللہ سے تعلق جوڑنے والی نسلیں رہیں گی۔ پس ہر وقت اپنے ذہنوں میں اپنے اس مقام کو بٹھائے رکھیں اور اپنی عبادتوں اور اپنے عملی نمونے کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ قرآن کریم کے جتنے حکم ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ تمام اعلیٰ اخلاق جن کی طرف ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیشہ نیکیاں بجا لانے کے ساتھ ساتھ نیکیوں کی تلقین بھی کرتی رہیں۔ برائیوں کو ترک کرنے والی بنیں اور پھر اپنے ماحول میں برائیوں کو روکنے والی بنیں۔ معاشرے میں بھی برائیاں پھیلنے نہ دیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ اپنی رنجشوں اور اپنی ناراضگیوں کو بھلا دیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں زیادہ دیر تک اپنی رنجشوں کو دلوں میں بٹھائے رکھتی ہیں۔ اگر آپ کے دل میں بغض و کینہ پلتے رہے تو پھر خدا تعالیٰ تو ایسے دلوں میں نہیں اترتا۔ ایسے دلوں کی عبادت کے معیار وہ نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔''

(جلسہ سالانہ اسٹریلیا 2006ء خطاب از مستورات مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12/جون 2015ء)

پس میری پیاری بہنو! ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے کمربستہ ہونا چاہئے اور اپنی پوری طاقتوں اور پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دعاؤں کے ساتھ تربیت کے کام میں لگ جانا چاہئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آج اگر آپ مائیں بن چکی ہیں تو آپ کو آج بھی خدا تعالیٰ نے یہ استطاعت بخشی ہے کہ اپنے گردوپیش، اپنے ماحول میں خدا کی محبت کے رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ مائیں نہیں بنیں تو آج وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں تا کہ جب آپ مائیں بنیں تو اس سے پہلے ہی خدا سے محبت کرنے والی وجود بن چکی ہوں۔ وہ چھوٹی بچیاں اور وہ چھوٹے بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں، آپ کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں آپ کے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں یا آپ کے ہاتھوں سے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں اسی زمانہ میں ابتدائی دور میں ان کو خدا کے پیار کی لوریاں دیں۔ خدا کی محبت کی ان سے باتیں کریں پھر بعد کی ساری منازل آسان ہو جائیں گی...... آپ کے تبدیل ہوئے بغیر آپ کی اولاد تبدیل نہیں ہوسکتی، جب تک آپ کی ذات خدا کے نور سے نہ بھر جائے آپ کی اولاد کے سینے خدا کے نور سے نہیں بھر سکتے ...... دیکھیں آپ ایک نئی صدی کے سر پر کھڑی ہیں۔ اس صدی کی آپ مجدد بنائی گئی ہیں۔ بحیثیت قوم آپ کو خلفاء فرمایا گیا۔ آپ نے آئندہ زمانوں میں تربیت اولاد کی ضرورتیں پوری کرنی ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے آپ آئندہ زمانوں میں اولاد کی بہترین تربیت کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔'' (خطاب جلسہ سالانہ مستورات برطانیہ 27 جولائی 1991ء)

آخر میں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا ایک اقتباس پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''پس اے احمدی ماؤں، وہ خوش نصیب ماؤں! جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس زمانے کے امام کو پہچانا اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا، دنیا کی مخالفت مول لی اور یہ عہد کیا کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اپنا اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہیں ہم اس عہد سے دور تو نہیں جا رہے۔ ہمارا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا صرف اپنی ذات تک ہی محدود ہو کر تو نہیں رہ گیا۔ کیا ہم اس کو آگے بھی بڑھا رہے ہیں، کیا ہم نے اس عہد کو آگے نسلوں میں منتقل کر دیا ہے۔ کیا ہماری گودوں میں پلنے والے عباد الرحمٰن اور صالحین کے گروہ میں شامل ہونے والے کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے جو امانت ہمارے سپرد کی تھی، وہ امانت جو اللہ تعالیٰ نے ہماری کوکھوں سے اس لئے جنم دلوائی تھی کہ ہم انہیں آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر سکیں، ان کی تربیت کی ہے۔ کیا ہم اور ہمارے بچے خیر امت کہلانے کے مستحق ہیں؟ اگر ہاں میں جواب ہے تو مبارک ہو۔ اگر نہیں تو یہ سب کچھ حاصل کرنے کیلئے آپ کو اپنی بھی اصلاح کرنی ہوگی۔ جہاں ضرورت ہو وہاں اپنے خاوندوں کو بھی دین کی طرف مائل کرنے کیلئے کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا پاکیزہ بنانا ہوگا جہاں میاں بیوی کا ماحول ایک نیک اور پاکیزہ ماحول کو جنم دے اور یوں ہر احمدی گھرانہ ایک نیک اور پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے والا بن جائے جس سے جو بچہ پیدا ہو، جو بچہ پروان چڑھے، وہ صالحین میں سے ہو۔ پس اپنی قدر و منزلت پہچانیں۔ کوئی احمدی عورت معاشرہ کی عام عورت کی طرح نہیں ہے۔ آپ تو وہ مائیں ہیں جن کے بارہ میں خدا کے رسول نے یہ بشارت دی ہے کہ جنت تمہارے پاؤں کے نیچے ہے اور کون ماں چاہتی ہے کہ اسکی اولاد دنیا و آخرت کی جنتوں کی وارث نہ بنے۔ پس ایک نئے عزم کے ساتھ ہمت اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ آپ تو خوش قسمت ہیں کہ خدا کے مقدس رسول اور مسیح پاک علیہ السلام کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اے اللہ تو ہماری مدد کر اور ہماری نسلوں کو بھی اسلام پر قائم رکھ۔ اللہ کرے کہ آپ سب اپنی اولادوں کی صحیح تربیت کرنے والی اور ان کے حقوق ادا کرنے والی ہوں۔ آمین۔''

(الفضل انٹرنیشنل 29/اگست تا 4/ستمبر 2003ء)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری — کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری
نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے — خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری
خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا — وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری
خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی — یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری
محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ — اُخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری
الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر — خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری — رہے گا خلافت کا فیضان جاری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

نظامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

(دلاور خان، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

آیتِ استخلاف ::

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں امت محمدیہ میں خلافت کا سلسلہ قائم کرنے کے متعلق فرماتا ہے :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۵۶

ترجمہ :: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

قیامِ خلافت کے متعلق آنحضرتؐ کی پیشگوئی ::

پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامِ خلافت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 978، مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اسکے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

خلیفہ کی تعریف ::

خلافت کے لفظی معنی نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔ عربی لغت میں خلیفہ کے معنی اس طرح سے ہیں : اَلْاِمَامُ الَّذِيْ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِمَامٌ یعنی خلیفہ اس عظیم امام کو کہتے ہیں جس کے اوپر کوئی امام نہیں۔ خلافت وہ اعلیٰ ترین روحانی منصب ہے جس کی نظیر دُنیا کے کسی بھی نظام میں نظر نہیں آتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 666)

خلیفہ کا انتخاب ::

نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست کرتا ہے۔ یہ اس وقت کرتا ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر چکی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ ہیں: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرتِ اُولیٰ کی تجلی نبوت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔

قدرت ثانیہ کا ظہور خلافت کی صورت میں ہوتا ہے۔ نبی کے ذریعہ صرف تخم ریزی ہوتی ہے۔ نبی کے آنے کے بعد مومنین کی ایک جماعت قائم ہوجاتی ہے اور پھر جب نبی کی وفات ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بطور احسان اس جماعت میں خلافت کا نظام قائم فرماتا ہے۔ یہ خدا کی قدیم سنت ہے جیسا کہ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔ (کنز العمال الفصل الاوّل فی بعض خصائص الانبیاء حدیث نمبر 229) کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی ہے۔ دوسری بات کا یہ اشارہ ملتا ہے کہ خلافت کا قیام نبوت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے تو اس لئے کہ مسجد سے اس کی مشابہت ثابت ہو جس طرح مسجد بنائی ہی اس لئے جاتی ہے تاکہ عبادت میں اتحاد قائم رہے اسی طرح نبیوں کی جماعت قائم ہی اسی لئے کی جاتی ہے تاکہ عبودیت میں اتحاد قائم رہے۔ پس جس طرح مسجد خانہ کعبہ کی یاد کو قائم رکھتی ہے اسی طرح خلافت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کو قائم رکھتی ہے۔ یہی وہ حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا تھا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ - ایک خانہ خدا قائم کردیا گیا ہے اب تم بھی ابراہیمی طریق پر زندگی بسر کرو اور اس کی رُوح کو زندہ رکھو۔

(سیر رُوحانی صفحہ 154)

خلافت راشدہ اور اس کے امتیازات ::

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جولائی 1958ء کو اسلامی خلافت راشدہ کے امتیازات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسلامی خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں۔

اوّل انتخابات :: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ : یہاں امانت کا لفظ ہے۔ یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مُراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اسکے ساتھ مذہبی بھی ...... بہر حال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم شریعت :: خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے۔ وہ مشورہ کو ردّ کرسکتا ہے مگر شریعت کو ردّ نہیں کرسکتا گویا کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے۔ آزاد نہیں۔

سوم شوریٰ :: اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہوسکے اسکے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم اندرونی دباؤ یعنی اخلاق :: علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے کیونکہ وہ مذہبی راہنما بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔ اسی وجہ سے اسکا دماغی شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہ راست پر چلانے والی ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم مساوات :: خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ لئے جاسکتے ہیں۔

ششم عصمت صغریٰ :: عصمت صغریٰ اسے حاصل ہے۔ یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا مؤید من اللہ ہے۔ اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں شریک نہیں۔

ہفتم :: وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا اسکی طرف مائل ہونا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 59 میں فرماتا ہے وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے۔ (بحوالہ الفرقان خلافت راشدہ نمبر جولائی 1958ء صفحہ 2-3 از کتاب خلافت کی اہمیت اور برکات، مصنف مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز، صفحہ 36 تا 38)

قدرت ثانی کے انتظار میں دعا کرتے رہو::

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

(رسالہ الوصیت رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

اسلام میں خلافت ::

اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں اپنے دین کی سربلندی کے سامان کئے۔ امت سے وعدہ کیا کہ ان میں روحانی خلافت کا نظام جاری فرمائے گا، جس سے دین کو تمکنت نصیب ہوگی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسلمان مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو کھڑا کردیا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے بعد تیس سال تک خلافت راشدہ قائم رہی۔ اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کو عراق، شام، ایران وغیرہ کی غیر معمولی فتوحات نصیب ہوئیں تو حضرت علیؓ نے اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ اظہار کیا کہ :

اس کام میں کامیاب یا ناکام ہونے کا دارومدار نہ کثرت پر ہے اور نہ قلت پر ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معزز کیا اور اس کی تائید کی یہاں تک کہ وہ اس شان کو پہنچ گیا اور ہم سے اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ...... الخ اور اللہ اپنے وعدوں کو پورا

کرنے والا ہے۔ (تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی، صفحہ 397، ترجمہ از عربی عبارت بحوالہ الفضل انٹرنیشنل خلافت نمبر 2020)

مگر شومیٔ قسمت کہ اسلام کی نشاۃ اولیٰ کے زمانہ میں خلافت راشدہ کا جو انعام ایمان اور عمل صالح سے مشروط کیا گیا تھا، اس کی حفاظت تیس برس سے زیادہ نہ ہوسکی۔ اسکے بعد ملوکیت کا دور جلد شروع ہوگیا۔ بے شک اس دور میں اسلام کی ظاہری شان وشوکت تو بڑھتی رہی مگر اسکے ساتھ بادشاہت کی خرابیاں بھی درآئیں اور خلافت راشدہ جیسا عادلانہ نظام نہ رہا۔ اسلام کی نشاۃ اولیٰ کی یہ تاریخ نشاۃ ثانیہ کیلئے یقیناً عبرت کا ایک عظیم سبق ہے۔ اس دور میں ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح ومہدی کی خلافت کا جاری ہونا مقدر تھا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے 27 مئی 1908 سے قائم، جاری وساری ہے اور جماعت کے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ اسی وعدہ الٰہی کے مطابق خدا تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ذریعہ دوبارہ یہ نعمت خلافت عطا کرکے ہم احمدیوں کو اس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ہم اس کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ اور اس کا حقیقی شکرانہ یہی ہے کہ ایمان بالخلافت پر قائم رہتے ہوئے ہم نسلاً بعد نسلٍ اپنے اعمال صالحہ کی حفاظت کرتے چلے جائیں تاکہ خلافت کی برکات کا یہ زمانہ لمبا ہوتا چلا جائے اور ہم غلبہ اسلام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کیونکہ آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تمکنت دین اسی خلافت کے ساتھ وابستہ کردی گئی ہے۔

ہاں! یہ وہی خلافت ہے جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم اپنے وقت کے خلیفہ کو پاؤ تو اس سے چمٹ جانا اور خواہ تمہیں (جنگل میں) درختوں کی جڑیں کھا کر گزارہ کرنا پڑے، یہاں تک کہ موت آجائے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن بَابٌ كَيْفَ الْاَمْرُ اِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ بحوالہ الفضل 22 مئی تا 4 جون 2020ء خلافت نمبر صفحہ 10)

تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے ::

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:8)

(خطبات نور، صفحہ 131)

خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے ::

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

(ترمذی، کتاب العلم، باب الاخذ بالسُّنۃ، ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ)

تم (ان نازک حالات میں) میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنّت کی پیروی کرنا اور اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کرلینا۔ تمہیں دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچنا ہوگا کیونکہ ہر نئی بات جو دین کے نام سے جاری ہو بِدعت ہے اور بِدعت نِری گمراہی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کی جماعت کو وصیت فرمائی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ (رواہ مسلم)

بات سنو اور اطاعت کرو تنگی میں بھی آسائش میں بھی خوشی میں بھی اور تب بھی جب کہ ناپسندیدگی اور ناراضگی کی حالت ہو اور تب بھی جب کہ تجھ پر ناحق غیر کو ترجیح دی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللہ اور اسکے رسول اور ملائکہ کی اطاعت کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے اگر دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نُور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں شرط یہ ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم، صفحہ 546)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے واسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے، ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی۔ چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا، تو پطرس جیسے اعظم الحواریّین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کردیا اور نہ صرف انکار کیا، بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیج دی اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے وہ صدق ووفا کا نمونہ دکھایا، جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی، انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا۔ یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک واسباب اور احباب سے الگ ہوگئے اور بالآخر آپؐ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 306-307، ایڈیشن 2018، قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ:18) یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے ابل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے، اس میں کیا سر ہے؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہوسکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور ابل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے، یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا، اس لیے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جارہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہوجاوے۔

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر وبرداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے، غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کیلئے تیار اور محتاط رہنا چاہیے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرہ:198)

اُنْظُرْ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے، بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے، اسی طرح پر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے، کیونکہ اونٹ جو اسکے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 393، مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شہد کی مکّھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی۔ شہد بناتی۔ دانائی کو کام میں لاتی۔ قناعت بھی حد درجے کی کرتی ہے۔ محنت وکسب سے اپنے لئے کھانا مہیا کرتی ہے۔ بدبُودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی۔ پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔

(حقائق الفرقان، جلد 2، صفحہ 68)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں اُن پر کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور کچھ شرائط کی پابندی کرنی ان کیلئے لازمی ہوتی ہے۔ جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے۔ ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کرچکے اور اس کی اطاعت کا اقرار کرچکے تو انہیں امم کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور افراد کو بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں۔ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہتی۔ امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور مومن کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔

(روزنامہ الفضل 5 جون 1937 صفحہ 1، 2)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المومن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ:239)

(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہوجاؤ۔

طالب دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی ومرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اے دوستو! بیدار ہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اسکی اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کیلئے کوشش کرو کہ سو میں سے سو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کیلئے مقرر کیا ہے اور اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے خوش ہو جائے۔ (انوار العلوم، جلد 14، صفحہ 525)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ وہ دین کی خدمت کیلئے آگے آئیں اور صرف آگے ہی نہیں بلکہ اس ارادہ سے آگے آئیں کہ انہوں نے کام کرنا ہے۔ گو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نوجوان آدمی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو کمانڈر انچیف مقرر کر دیا، اس وقت حضرت خالد بن ولید کی پوزیشن ایسی تھی کہ حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اس وقت ان سے کمانڈری لینا مناسب نہیں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنی برطرفی کا کسی طرح علم ہو گیا، وہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے پاس میری برطرفی کا حکم آیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک اس حکم کو نافذ نہیں کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا: خالد تم نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اب بھی تم خدمت کرتے چلے جاؤ۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن خلیفہ وقت کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ آپ مجھے برطرف کر دیں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ خود سنبھال لیں۔ میرے سپرد آپ چپڑاسی کا کام بھی کر دیں گے تو میں اسے خوشی سے کرونگا لیکن خلیفہ وقت کا حکم بہر حال جاری ہونا چاہئے۔ حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کمان تو مجھے لینی ہی پڑے گی کیونکہ خلیفہ وقت کی طرف سے یہ حکم آ چکا ہے لیکن تم کام کرتے جاؤ۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا آپ حکم دیتے جائیں، میں کام کرتا چلا جاؤں گا۔ چنانچہ بعد میں ایسے مواقع بھی آئے کہ جب ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو عیسائی تھا لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ یہی مشورہ دیا کہ آپ ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہیں۔

خدا تعالیٰ کے اس وعدہ پر یقین رکھو کہ اسلام اور احمدیت نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اگر یہ فتح تمہارے ہاتھوں سے آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تمہارے لئے وقف ہو گی کیونکہ تم اسلام کی کمزوری کو قوت سے اور اس کی شکست کو فتح سے بدل دو گے۔ خدا تعالیٰ کہے گا گو قرآن کریم میں نے نازل کیا ہے لیکن اس کو دنیا میں قائم ان لوگوں نے کیا ہے۔ پس اس کی برکات تم پر ایسے رنگ میں نازل ہوں گی کہ تم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو گے اور وہ تمہاری اولاد کو بھی ترقیات بخشے گا۔" (خطبہ 9 دسمبر 1955ء مطبوعہ الفضل 18 دسمبر 1955ء)

آیت استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پھر خلافت کے ذکر کیساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو گو یا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ پس وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہو گی کہ اشاعت و تمکین دین کیلئے نمازیں قائم کی جائیں، زکوتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 367)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے...... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی۔ (تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 369)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت، قوت اور استعداد کے مطابق تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو اور تقویٰ یہ ہے کہ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب السمع والطاعۃ للامام) کہ اللہ تعالیٰ کی آواز سنو اور لبیک کہتے ہوئے اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم تقویٰ کی راہوں پر چل کر سَمْعًا وَّ طَاعَۃً کا نمونہ پیش کرو گے۔ تو تمہیں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے گا کہ تم اپنی جانوں، مالوں اور عزتوں سب کو اسکی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ اس طرح تمہیں دل کے بخل سے محفوظ کر لیا جائے گا۔ یہی کامیابی کا راز ہے۔

اس نسخہ کو نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نے خوب سمجھا اور پھر اس پر خوب عمل کیا دیکھو دنیا میں بھی انہیں ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ کسی اور قوم کو ویسی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اور اسی زندگی میں ان کو آئندہ کے متعلق ایسی بشارتیں ملیں کہ کسی اور قوم کو ان کا حقدار قرار نہیں دیا گیا یا پھر اس نسخہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے سمجھا اور اس کے مطابق عمل کر کے حقیقی کامیابی اور فلاح کے حصول کیلئے جدوجہد کی اور کر رہی ہے اور آئندہ بھی اسی راہ پر گامزن رہے گی۔ انشاء اللہ۔ (خطبات ناصر، جلد 1، صفحہ 244 تا 245، خطبہ جمعہ 6 مئی 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قیامت تک کیلئے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عُروہ وُثقیٰ پر ہاتھ پڑ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر نہیں...... پس آپ اگر خلافت کے ساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپ کے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہوگا۔ (بحوالہ ماہنامہ خالد مئی 1944 صفحہ 2 تا 4)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا، نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا۔

اسی تسلسل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ اگر ہر فرد جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ایک جنت نظیر معاشرے کی بنیاد ڈال رہا ہوگا۔ جہاں بھائی بھائی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، میاں بیوی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، ساسوں، بہوؤں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے۔ دوست دوست کے حق ادا کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی دے رہا ہوگا۔ جماعت کا ہر فرد نظام جماعت کی خاطر قربانی دینے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ (خطبہ جمعہ 26 اگست 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 16 ستمبر 2005 صفحہ 6 تا 7)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2006 کے موقع پر مستورات سے خطاب میں فرمایا:

"جن گھروں میں نظام کے خلاف باتیں ہوتی ہیں وہاں جماعت سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عبادات سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض گھر جہنم کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ بعض بچے اپنے والدین کے منہ پر کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ عورت جو گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے لگ کر گھر کو تباہ کر رہی ہوتی ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 19-25 مئی 2006ء صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکرگزار

ارشاد نبوی ﷺ

سب سے بڑے گناہ

(1) اللہ کا شریک ٹھہرانا (2) والدین کی نافرمانی کرنا (3) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا

(بخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر)

طالب دعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی ﷺ

جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حرفاً من القرآن)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی مرحومین (منگل باغبانہ، قادیان)

بندے بن کے اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافت راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے۔ (تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد، صفحہ 116)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امت مسلمہ کی اصلاح کے متعلق دنیا بھر کے احمدیوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

یہ دَور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دَور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں، اس میں بہت زیادہ کوشش کر کے ہم احمدیوں کو، ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم امّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کیلئے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں۔

(خطبہ جمعہ 17 فروری 2012 مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 مارچ 2012 صفحہ 8)

مامور زمانہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد امت مسلمہ کو وحدت کی لڑی میں پرونا ہے۔ چنانچہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: ’’سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ‘‘

(الہام 20 نومبر 1905، تذکرہ، صفحہ 490)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔‘‘ (تفسیر سورۃ النساء آیت نمبر 60، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27 جولائی تا 12 اگست 2021 اطاعت خلافت نمبر صفحہ 88)

اطاعت اسلامی سنہری اصول::

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (النساء:60) یعنی اطاعت کے حکم میں اللہ اور رسول کے علاوہ اولی الامر بھی شامل ہیں۔ اولی الامر کون ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پھر نظام جماعت ہے اس میں چھوٹے سے چھوٹے عہدیدار سے لیکر خلیفۂ وقت تک کی اطاعت ہے۔ اور اصل میں تو یہ تسلسل ہے اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کا۔‘‘ (خطبہ جمعہ 22 اپریل 2011)

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق::

نبی کی نیابت کے حوالہ سے خلیفہ کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قبولیت دعا کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47 منصب خلافت صفحہ 32)

پس خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق بڑھانے کیلئے ہمیں باقاعدگی سے دعائیہ خطوط لکھتے رہنے چاہئیں اور ہمیشہ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیاری جماعت کو اپنے درخت وجود کی سرسبز شاخیں قرار دیا ہے۔ دراصل یہ نصیحت ہم سب احمدیوں کیلئے ہے کہ دیکھو میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا کماحقہ حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز اور شاداب رہ سکو گے۔

نظام خلافت سے وابستگی کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا...... اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی اور اس سے جس قدر دور رہو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کرسکتا ہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان 20 نومبر 1946، صفحہ 7)

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کیلئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کیلئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کیلئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کیلئے بے چین اور ان کیلئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کیلئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء)

ایک پیاری حدیث::

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب خیار الائمۃ وشرارھم)

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبّت کرتے ہو اور وہ تم سے محبّت کرتے ہیں۔ تم ان کیلئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔

پیاری بستی قادیان کے نظارے::

قادیان دارالامان کی پیاری بستی میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی پیاری جماعت خلیفۂ وقت کیلئے نمازوں میں اور بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک پر ہر روز دعائیں کرتی ہے اور جب کبھی بھی کوئی خاص مسئلہ درپیش ہو تو مزار مبارک پر اجتماعی دعا اور نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی ہے اور صدقات دیئے جاتے ہیں اور یہ ہی نظارے ساری دنیا میں اجتماعی دعا اور نوافل کے ہوتے ہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس۔ آمین۔

خلیفۂ وقت اور جماعت کے افراد کا آپسی پیار و محبت کا رشتہ دنیاوی تمام رشتوں سے بالا اور پاک ہے اور اسکے علاوہ روحانیت میں جماعت کے افراد کو بڑھانے والا ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں افرادِ جماعت کیلئے اور پوری جماعت کیلئے قبول ہوتی ہیں تو افرادِ جماعت ایمان و ایقان میں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور اللہ اور اسکے رسول کی محبت میں کثرت سے درود پڑھتے ہیں اور خلیفۂ وقت کیلئے پہلے سے زیادہ دعائیں کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

ایک اہم ذمہ داری اولاد کو تلقین::

نظام خلافت کی حفاظت اور اسکے استحکام کے کاموں میں ہر ایک کو اپنی اولاد کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت سے ایک عہد لیا تھا:

ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کیلئے آخر دم تک جد و جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللھم آمین۔ اللھم آمین۔ اللھم آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 16 فروری 1960ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی جلسہ کے افتتاح کے موقعہ پر 27 مئی 2008 کو ایکسل سینٹر لندن میں ایک عہد لیا تھا، وہ یہ ہے:

’’اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کیلئے آخر دم تک جد و جہد کرنی ہے اور اس کیلئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے اور ان کے دلوں میں خلیفۂ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے۔‘‘

(ماہنامہ الناصر جرمنی جون تا ستمبر 2003 صفحہ 1)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیں خلافت سے سچے اخلاص و وفا کے ساتھ چمٹائے رکھے اور اس تعلق میں ہر ذمہ داری کو اپنے فضل سے نبھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 67)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا، دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔‘‘

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 23)

سب عبث ہے اگر خلافت سے وفا کا تعلق نہیں

(سیّد آفتاب عالم، جمشید پور، صوبہ جھارکھنڈ)

کبھی کبھی نظروں سے مخالفوں کے ایسے تبصرے گزر جاتے ہیں جن میں وہ اس حقیقت کا اعتراف کر بیٹھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ لازماً خدا ہے۔ دراصل ایک دنیا اس ازلی حقیقت سے بے خبر ہے کہ جو خدا کی رسی یعنی خلافت کو مظبوطی سے پکڑ لیتا ہے، یہ ارض وسما اسی کا ہوجاتا ہے اور یہ رسی تھامنا قطعاً آسان نہیں ہوتا ہے۔ آگ کے دریا سے گزرنا ہوتا ہے اور اس آگ کے دریا سے وہ ہی گذر پاتا ہے جو خدا کی راہ نمائی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کرتا ہے۔

دراصل یہ نوع انسانی کا المیہ ہے کہ وہ اپنی عقل وسمجھ وعلم پر زیادہ توکل کرتا ہے اور خدا کی راہ نمائی سے انکار کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ جو شروعات ابلیس نے کی تھی وہ ٹرینڈ آج بھی جاری وساری ہے۔ انسانوں کا ایک ایسا گروہ بھی ہے جو یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ انسانوں کو خدا کی راہ نمائی ضروری ہے مگر یہ ضرورت ماضی بن چکی ہے اور حال میں قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس ادراک سے محروم ہوچکے ہیں کہ خدا کی راہ نمائی کی جس طرح ماضی میں ضرورت تھی حال میں بھی اُسی طرح ضرورت ہے۔ خدا کی راہنمائی کا حال میں انکار کرکے وہ بھی اسی گروہ میں شامل ہوچکے ہیں جو خدا کی راہ نمائی کے ہی قائل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس یقین سے پُر ہے کہ اس کی بقا وسلامتی اور فلاح خدا کی رسی کو پوری مضبوطی اور وفا سے تھامنے میں ہی ہے۔ ہر علم و دولت وشان وشوکت اور سجدوں کی وجہ سے ماتھے پر پڑے گٹھے وغیرہ عبث ہیں اگر خلافت سے وفا کا تعلق نہیں ہے۔ اور ہماری پچھلی ایک سو پندرہ سالہ تاریخ خلافت بھی یہی بتا رہی ہے کہ یہ خلافت ہی ہے جس کی وجہ سے خاردار راستے بھی آسان تر ہوتے جا رہے ہیں۔ تاریخ انسانی کا ایماندرانہ تجزیہ یہی بتاتا ہے کہ وقت کے دھول میں اچھے سے اچھے نظریہ پر گرہن لگ جاتا ہے، اتنا بدل جاتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اصل نظریہ کیا تھا۔ خلافت راشدہ کے ختم ہونے کے بعد سب سے بہترین دین اتنے ٹکروں میں بٹ کر رہ گیا کہ بقول جسٹس منیر، دو مولوی بھی اسلام کے ایک ڈیفنیشن پر متفق نہیں ہوسکے۔ دوسری طرف جماعت احمدیہ کے ایک سو تینتیس سو سالوں کو دیکھ لیں۔ جو صدا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند جلیل اور عاشق صادق نے دی تھی، آپ کو اس میں زیر زبر ونقطہ کا بھی فرق نہیں ملے گا۔ گو شخصیتیں بدلتی رہیں مگر خدوخال وہی ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر دی تھی اور بھلا کیوں نہ ہو کیونکہ خدا کا سورہ النور کی آیت استخلاف میں وعدہ ہے کہ وہ خلافت کے ذریعہ مومنین کو دین پر مظبوطی سے قائم کرے گا۔ کسی بھی چیز پر انسان تبھی مظبوطی سے قائم ہوتا ہے جب وہ ردوبدل سے پاک ہو اور اس بات سے پرے ہوکر وقت کا دھول اسکے نقش کو دھندلا کر سکے یا کوئی نقصان پہنچا سکے اور یہ خلافت احمدیہ کا ہی کمال ہے کہ ہر طرف سے، اکناف عالم سے کروڑ ہا انسان نہ صرف خلافت کے ہاتھ پر متحد ہیں بلکہ اس پر دل وجان سے فدا ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس بستی کے مکین اور یوروپ و امریکہ کے جدید معاشرہ میں بسنے والے ایک عام احمدی کا جائزہ لے لیں...... آپ کو ہاؤ بھاؤ و body languge میں بھی ذرہ بھر بھی فرق نہیں ملے گا۔ ایک ہی تعلیم ایک ہی نظریہ اور ایک ہی جنون ملے گا کہ ہم نے خلیفہ وقت کی راہ نمائی میں نوع انسانی کے دلوں کو جیتنا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے اور سب لوگوں کو اس جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ پھر اسی آیت استخلاف میں خدا کا دوسرا وعدہ ہے کہ خلافت کی برکت سے خدا خوف کی حالت کو امن میں بدلے گا۔ خلافت احمدیہ کی ایک سو پندرہ سالوں کی تاریخ نے خدا کے اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ انفرادی خوف جو کبھی نوکری کا ہوتا ہے تو کبھی امتحان کا ہوتا ہے تو کبھی بزنس میں ناکام ہونے کا ہوتا ہے کبھی اولاد اور رشتہ دار کے متعلق ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ، ایسے حالات میں جب احباب اپنا دُکھ درد خلیفہ وقت کو بتاتے ہیں اور خلیفۃ المسیح ان کیلئے دعا کرتے ہیں اور ان کے حالات اچھے ہوجاتے ہیں اور مقصد پورا ہوکا تا ہے تو پھر وہ دوسروں کو بتاتے ہیں کہ حضور کو دعا کی درخواست کی اور دیکھتے ہی دیکھتے بادِ نسیم آ گئی۔ بظاہر ناممکن لگنے والے کام بھی ہونے لگے۔ تو یہ خلافت کی عظیم الشان برکت ہے جس سے ہر احمدی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ پھر جماعت پر کئی قومی خوف کے دور بھی آئے اور ہنوز آرہے ہیں۔ یہ امید قوی ہے کہ جس طرح خلافت کی برکت نے ماضی کے ہر قومی خوف کے پرخچے اڑا دیے اور خوف کو امن کی حالت میں بدل دیا، انشااللہ آج بھی اور آنے والے کل میں بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس خدا سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں روشناس کرایا وہ اپنے وعدوں کا سچا خدا ہے۔ جب خدا نے کہہ دیا کہ وہ خلافت کی برکت سے خوف کی حالت کو امن میں بدلے گا، تو انشااللہ ضرور بدلے گا۔

اس جگہ مَیں اپنا ایک ذاتی تجربہ شیئر کرتا ہوں۔ جب ایک حکومت کا صدر تقدیر الٰہی سے پھانسی کے پھندے پر جھولا تو ایک بڑی بھیڑ نے احمدیہ مسجد بھاگلپور پر حملہ کیا۔ ہم چند لوگ مسجد میں موجود تھے۔ میرا گھر شاہی منزل مسجد کے بغل میں ہی تھا۔ ہم نے بڑی شان سے خدا کے وعدہ کو پورا ہوتے دیکھا۔ جب میں کھڑکی سے کود کر مسجد پہنچا تو وہاں سیکڑوں کی بھیڑ موجود تھی۔ وہ چاہتے تو میرے ساتھ کچھ بھی کر سکتے تھے مگر میں نے انہیں بدحواس ہوکر بھاگتے دیکھا۔ میرے دوسرے بھائی بھی مسجد پہنچ چکے تھے۔ پل بھر میں ساری مسجد خالی ہوچکی تھی۔ سارا راستہ بلوائیوں کے جوتے چپلوں سے پٹہ پڑا تھا۔

یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بتاتی ہیں کہ خدا کے فضل سے جماعت تاقیامت خلافت کی برکتوں سے مستفیض ہوتی رہے گی ان شاءاللہ۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خدا نے سورہ النور کی آیت استخلاف میں اسے اعمال صالحہ سے منسلک کیا ہے۔ میرے جیسا عام انسان اعمال صالحہ کے رموز سے پوری آگاہی نہیں رکھتا ہے۔ سو میں نے اپنے بزرگان کے افعال پر گہری نظر ڈالی کیونکہ بہرحال ہم نے تو خلافت کی بادِ صبا کو ورثہ میں پایا ہے اور ہم میں خلافت کی عظیم برکتیں تو یہی بتا رہی ہیں کہ لازماً ان کے قدم اعمال صالحہ کی طرف ہی گامزن تھے۔ ان اقدام میں عبادات کی بلندی بھی تھی تو جانی و مالی و وقت وعزت کی عظیم قربانیاں بھی تھیں تو نظام جماعت سے کامل وفا تھی تو مخلصین سے بے پناہ محبت بھی تھی۔

میں نے بزرگان میں اس ادراک کو پھلتے و پھولتے دیکھا ہے کہ جتنی زیادہ خلیفہ وقت سے محبت ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ ان کی نظام جماعت کے ساتھ اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت سے اور نظام جماعت سے محبت رکھنے والے ایسے فدائی احمدی انتہائی منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ اُن کے دل کے کسی بھی گوشہ میں یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں زیادہ قابل ہوں یا زیادہ تعلیم یافتہ ہوں یا میں بہت قربانیاں کرنے والا ہوں یا زیادہ شان وشوکت رکھتا ہوں۔ نظام جماعت کے ایک ادنیٰ خادم کے سامنے بھی وہ اسی طرح سر تسلیم خم کرتے ہیں جیسے وہ بڑوں کے سامنے کرتے ہیں۔

مَیں نے دیکھا کہ عہدہ داروں کا بھی سابق عہدہ داروں کے ساتھ بڑا ہی مشفقانہ اور باعزت رویہ رہا۔ تنقید کا کلیتاً فقدان ہوتا اور خدمت کو فضل ربی مانتے تھے۔

پھر واقفین زندگی مبلغین ومعلمین کرام کی عزت اور ان کا احترام بھی بہت ضروری ہے۔ مَیں نے اپنے بزرگوں میں واقفین زندگی کی عزت واحترام کا ایک عجیب جذبہ دیکھا ہے۔ میرے والد محترم مرحوم سید عاشق حسین صاحب نے میرے ایک بھائی کی ایک مبلغ صاحب سے گفتگو میں تیز آواز سنی تو دوڑ کر باہر آ گئے۔ مولوی صاحب محترم کے لاکھ کہنے پر کہ ہم کسی موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں اور گفتگو میں کبھی کبھی آواز تیز بھی ہوجاتی ہے، والد صاحب محترم یہی کہتے رہے کہ مولوی صاحب! وجہ کچھ بھی ہو مگر میرے بیٹے کی آواز آپ کے سامنے بلند نہیں ہونی چاہئے۔ ہر تکلیف اور ہر خوشی پر میں نے انہیں ’’مولوی صاحب دعا کریں‘‘ کہتے سنا ہے۔ آپ نے ہم میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی کہ واقفین زندگی کی خدمت کرو اور اگر خدمت کی توفیق نہیں ملتی ہے تو یہ کبھی مت کرنا کہ تمہاری وجہ سے انہیں تکلیف ہو۔

مبلغین کرام سے ہمارے بزرگان کی محبت اور اخوت اور احترام کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ محترم سید فضل احمد صاحب I.G of police بہت بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود مبلغین کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان سے بڑی محبت سے ملتے تھے۔ محترم سیّد فضل احمد صاحب کو جب پتا چلا کہ میرے چھوٹے بھائی مظفر عالم قادیان خدمت کی غرض سے جا رہے ہیں، آپکا سلوک اور رویہ اور بھی زیادہ ان سے مشفقانہ اور باعزت ہوگیا۔ بہت سے ایسے واقعات موتی کی مانند بکھرے ہوئے ہیں۔

پھر احباب جماعت کے خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کے واقعات بے شمار ہیں جو دلوں کو گرماتے ہیں۔ میرے والد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سے بے حد محبت تھی۔ آپ تقریباً ہر ہفتہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کو دعائیہ خط ہم سے لکھواتے تھے اور ان کا یہ فقراہ آج بھی میرے ذہن میں زندہ ہے کہ ’’ازراہ شفقت وہمدردی دعا کریں۔‘‘

پھر میں نے انہیں نہ صرف درویشان کرام کا ممنون واحسان مند دیکھا بلکہ ان کی اولاد سے بھی بے حد محبت کرنے والا پایا۔ اس حقیقت سے انکار کیا ہی نہیں جاسکتا کہ درویشان کرام نے عظیم خدمت سرانجام دی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی اولاد نے بھی اپنے بزرگ درویشان کے قدم سے قدم ملا کر، قادیان کی مقدس بستی کو آباد رکھنے میں بھرپور تعاون کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالہ ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اللہ کرے کہ خلافت کی لازوال برکتوں سے ہماری نسلیں تاقیامت مستفیض ہوتی رہیں۔ آمین!

......☆......☆......☆......

’’ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر احمدی ہر بات کا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جماعت کی بہتری کیلئے کہی جارہی ہے
اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک انقلاب ہے جو ہم اپنی حالتوں میں لا سکتے ہیں

اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ میں انصار اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا مددگار ہوں

’’ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہیں
جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘

اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا

اگر ہم اپنی حالتوں میں حقیقت میں ایسی تبدیلی پیدا کرلیں، جب دین دنیا پر مقدم ہوجائے
تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی ہوجاتا ہے

اختتامی خطاب امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ، یوکے، فرمودہ 18 ستمبر 2022ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

ابھی کچھ دیر پہلے میں نے لجنہ سے خطاب کیا تھا اور انہیں بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ باتیں صرف عورتوں کیلئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کر کے یہ نیکیاں اپنانے اور ان کی طرف توجہ کرنے کا کہا ہے۔ ہاں میں نے بعض مثالیں عورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے ماحول کے مطابق دی ہیں لیکن اکثر مثالیں مردوں اور عورتوں دونوں پر لاگو ہوتی ہیں۔

مثلاً سچائی کے اعلیٰ معیار یا عبادتوں کی طرف توجہ ہے تو مردوں کو بھی یہی معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں وہاں اپنی اولاد کی تربیت کیلئے بھی نمونہ بن کر ان کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا بھی ذریعہ بنیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نصائح کا مخاطب اپنے آپ کو نہیں سمجھتے اور دوسرے کے بارے میں سمجھ کر پھر کہہ دیتے ہیں کہ دیکھا خلیفۂ وقت نے فلاں جماعت کو یا جماعت کے فلاں طبقے کو کس طرح سختی سے کہا ہے۔ وہ لوگ پھر یہ بھی آگے سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ تو ہیں ہی ایسے، ان کی اصلاح ہونی چاہیے تھی۔ اپنے گریبان میں یہ لوگ نہیں جھانکتے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ ہر ایک اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھے اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے، اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہوں۔

اور یہ دیکھنا چاہیے کہ جو باتیں دوسروں کو کہی جا رہی ہیں، کسی بھی طبقے کو خلیفۂ وقت مخاطب ہے اور وہ اسلامی تعلیم کے مطابق بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورا اتر رہے ہیں جو مختلف نیکیوں کے قائم کرنے اور انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے معیار ہیں۔ پس اگر یہ بات سمجھ آجائے کہ خلیفۂ وقت کسی بھی ملک کے احمدیوں کو بعض امور کی طرف توجہ دلا رہا ہے یا جماعت کے کسی بھی طبقے کو مختلف نیکی کی باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے تو ہم بھی بحیثیت احمدی اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم میں یہ نیکیاں موجود ہیں جن کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے یا ہم میں یہ کمزوریاں تو نہیں ہیں جن کے چھوڑنے کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ پس اب جبکہ ٹی وی کے ذریعہ تمام دنیا رابطوں کے لحاظ سے ایک ہوگئی ہے، ہر احمدی ہر بات کا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے جماعت کی بہتری کیلئے کہی جارہی ہے اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک انقلاب ہے جو ہم اپنی حالتوں میں لا سکتے ہیں۔

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ جو باتیں میں نے لجنہ میں کی ہیں انکا انصار اپنے آپ کو بھی مخاطب سمجھیں۔

اور جب مرد اور عورت ایک ہو کر نیکیوں کو اختیار کرنے اور بدیوں کو ترک کرنے کیلئے کوشش کریں گے تو پھر ایک انقلاب ہوگا جو ہم اپنے گھروں میں بھی لا سکیں گے، اپنی حالتوں میں بھی لا سکیں گے، اپنے بچوں میں بھی لا سکیں گے اور اپنے معاشرے میں بھی لا سکیں گے۔

پس انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے مرد جو اپنی عمر کے لحاظ سے اپنی سوچ کی بلوغت کو بھی پہنچ چکے ہیں انہیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر نیکی کی بات جو جماعت کے کسی بھی طبقے کو مخاطب کر کے کی جارہی ہے اسے ہم نے نہ صرف اپنے پر لاگو کرنا ہے بلکہ دوسروں کے سامنے نمونہ بن کر حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دنیا کی اصلاح کیلئے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے پھیلانے کیلئے آئے تھے، جن کو ہم نے مانا، اس لیے کہ اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں تو پھر اس کیلئے ہر نیکی کو اختیار کرنے اور ہر بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنے کی ہمیں خاص کوشش کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو جو مختلف مواقع پر نصائح فرمائیں اسکے حوالے سے بھی چند باتیں آپ سے کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ انصار اللہ کی عمر کے لوگ اپنی عقل اور تجربے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، پس یہ بات ان سے یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی دینی، روحانی اور اخلاقی حالتوں کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔

اپنے جائزے لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہم نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے اور دوسروں کو اس سے کیا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 9، ایڈیشن 1984ء)

پس جماعت کا عقل و حکمت اور تجربے کے لحاظ سے جو بہتر حصہ کہلا سکتا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ آپ لوگ ہیں جو انصار کی عمر کے ہیں۔ پس عبادتوں کے معیار کے لحاظ سے بھی اور اعلیٰ اخلاق اور دوسری نیکیوں کے لحاظ سے بھی انصار اللہ ہی وہ تنظیم ہونی چاہیے جو نمونے قائم کرنے والی ہو اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب انسان کے دل میں تقویٰ ہو، تبھی انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے، تبھی انسان کی عبادتوں کے اور اعلیٰ اخلاق کے معیار قائم ہوتے ہیں، تبھی ایک انسان حقیقی انصار میں شمار ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے اپنے ماننے والوں کو بے شمار جگہ بڑے درد کے ساتھ تقویٰ پر چلنے کے بارے میں بار بار نصیحت فرماتے رہے کیونکہ تقویٰ ایک بنیادی چیز ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ’’بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 10، ایڈیشن 1984ء) یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

پس ہر ایک ہم میں سے جائزہ لے کہ کس حد تک ہم میں تقویٰ ہے اور ہمارے احسان کرنے کے کیا معیار ہیں۔ تبھی ہم حقیقی انصار کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ محسنون میں شمار ہوتے ہیں۔ پس جب ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم انصار اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں، اسکے دین کے مددگار ہیں تو پھر یہ خصوصیت بھی پیدا کرنی ہوگی کہ تقویٰ بھی ہو اور محسن بھی ہم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ایک نظام قائم فرمایا اور یہ نظام بنا کر فرمایا کہ تم اس نظام کا حصہ بن جاؤ اور میرے دین کے مددگار بن جاؤ تو میں تمہیں اس طرح سمجھوں گا جس طرح تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہو لیکن یہ یاد رہے کہ مَیں یعنی اللہ تعالیٰ صرف انہیں دین کے مددگار سمجھوں گا جو تقویٰ کو اختیار کرنے والے ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

تقویٰ کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا خوف، اس کی خشیت دل میں ہو اور ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور اسی

طرح محسن وہ ہیں جو نیک باتوں کا علم رکھنے والے اور نیکیاں کرنے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اس وقت اپنا مددگار سمجھوں گا جب تم میں تقویٰ ہوگا اور تمہارا ہر عمل اور خیال نیکیوں پر منتج ہو اور پھر میں تمہارے کاموں میں برکت ڈالوں گا۔ میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔ تم دین کی خدمت کیلئے جو کام بھی کرو گے اس میں کامیابی بھی عطا کروں گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو انسان کی حیثیت ہی کیا ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ میں انصار اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا مددگار رہوں۔

ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ایک کے بعد دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار قبول کرتا ہوں اور میری مدد تمہارے ساتھ ہوگی بشرطیکہ تم تقویٰ پر چلو اور نیکیاں بجا لانے والے ہو۔ پھر ہمارے کاموں کے جو ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے ہیں ایسے بھرپور نتائج نکلیں گے کہ نظر آئے گا کہ واقعی یہ لوگ انصار اللہ ہیں اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں میں بے انتہا برکت عطا فرماتا ہے۔

پس یہ سوچ ہے جو ہم میں سے ہر ناصر کی ہونی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر ہماری بیعت کا مقصد ہی کوئی نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر یہ نصیحت فرمائی کہ

’’ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلۂ بیعت میں شامل ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 10، ایڈیشن 1984ء)

پس اگر ہمارا نعرہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا ہے تو اپنے نفس کو پہلے پاک صاف کرنا ہوگا تا کہ پھر اس مسیح موعودؑ کے مددگار بن کر دنیا کو برائیوں اور شرک سے پاک کریں اور خدائے واحد کے نور سے دلوں کو منور کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے مبعوث فرمایا ہے لیکن اگر ہمارے اپنے ہی دل دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں اور لالچوں میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر ہم دنیا کی کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔ پس اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا۔

پس اس کیلئے خود ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہوگا کہ کس قسم کے انصار اللہ ہم ہیں۔ اپنے اندرونی جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔‘‘ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اسکا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ فرمایا ’’..........اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اسکی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔‘‘ اس عمر کو پہنچ کے خاتمہ بالخیر کی بھی فکر ہوتی ہے۔ فرمایا اگر زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 11، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم حقیقی انصار اس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں اور عمدہ بیج بننے کیلئے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنا اور زمانے کے امام اور مامور کی کامل پیروی اور اطاعت کرنا ضروری ہے اور جب یہ ہوگا تو پھر ہم اس بیج کے وہ پھل دار درخت ہوں گے جو دنیا کو نیکیوں کے پھل کھلانے والے ہوں گے۔ ہمارے قول و فعل کا ایک ہونا جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا وہاں ہماری نسل کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہوگا اور ہمیں یہ تسلی ہوگی کہ ہم اپنی نسلوں میں بھی تقویٰ اور نیکی کی جڑ لگا کر جا رہے ہیں۔ وہ پیوند لگا کر جا رہے ہیں جس سے اگلی نسل بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر وہ پھل دار درخت بنیں گے جن پر نیکیوں کے پھل لگتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کو بھی خدائے واحد کی طرف لانے والے بنیں گے تا کہ مامور زمانہ کے حقیقی انصار بن سکیں۔

پس اس مضمون کو جتنا کھولتے جائیں اتنا ہی ہمیں احساس ہوتا جائے گا کہ انصار اللہ کی کیا اہمیت ہے اور ہم نے اپنے عہد کو کس طرح نبھانا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنی تقاریر اور مجالس میں اس شدت سے بیان فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ اپنے ماننے والوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے اور یہی معیار ہیں جو جماعتی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔‘‘ یعنی قرآن کریم کی جو تعلیم ہے اس کو دیکھو، اس کو غور سے پڑھو، اس کو سمجھو، اس کے حکموں پر عمل کرو تب پتہ لگے گا کہ نیکی میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ جب ایک لائحہ عمل ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔‘‘ پھر آپؑ نے فرمایا کہ متقی کی علامت کیا ہے۔ بہت ساری علامتیں ہیں پھر ایک علامت کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ’’جیسے کہ فرمایا وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق: 3-4)‘‘

یعنی اور جو اللہ سے ڈرے اس کیلئے وہ نجات کی کوئی نہ کوئی راہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے۔‘‘ متقی کی علامتوں میں سے ایک نشانی آپؑ نے علامت یہ بھی بتائی ہے ’’کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

پس بڑے سوچنے کی بات ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے۔ عموماً ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں لوگ اس بڑی عمر کو جب پہنچتے ہیں جب ان کے بچے بھی بڑے ہو رہے ہوتے ہیں تو ان کی ضروریات کی انہیں زیادہ فکر شروع ہو جاتی ہے، ان کی تعلیم اور متفرق اخراجات کیلئے زیادہ سوچتے ہیں۔ چالیس سال کی عمر ایسی ہے جب یہ سوچیں زیادہ شروع ہو جاتی ہیں اور پھر بعض لوگ جو دنیا میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں یا جن کو خدا تعالیٰ پر توکل کم ہوتا ہے وہ ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے مختلف حیلے اور طریقے تلاش کرتے ہیں چاہے جائز ہوں یا ناجائز ہوں جو بسا اوقات ناجائز بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہاں ہم عام دیکھتے ہیں کہ اپنے اخراجات کیلئے، بچوں کے اخراجات کیلئے، مکان خریدنے کیلئے یا کسی اَور دنیاوی خواہش کو پورا کرنے کیلئے بہت سے لوگ اپنے ٹیکس بھی غلط طریقے سے بچاتے ہیں اور دوسری قسم کے دھوکے دینے کی بھی کوشش کرتے ہیں حتی کہ بعض احمدی بھی یہ کام کرتے ہیں اور پھر دنیاوی معاملات میں ہی نہیں بلکہ چندوں کی ادائیگی میں بھی اپنی آمد غلط بتا دیتے ہیں حالانکہ چندوں کے بارے میں تو ان کیلئے واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر شرح سے چندہ نہیں دے سکتے تو چھوٹ لے لیں۔ کوئی مجبوری نہیں ہے ایسی کہ زبردستی چندہ لیا جائے گا اور کہہ دیں کہ اس سے زیادہ میں اپنے حالات کی وجہ سے چندہ نہیں دے سکتا لیکن غلط بیانی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اندر تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ خود انتظام کر دے گا یا تھوڑے میں ایسی برکت عطا فرما دیتا ہے کہ غیر محسوس طریقے پر اخراجات پورے ہونے کے سامان ہوتے ہیں اور یہ صرف منہ سے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ بے شمار احمدی ایسے ہیں جو مجھے یہ لکھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اللہ تعالیٰ نے غیر متوقع طور پر ہمارے لیے ایسے سامان کر دیے کہ ہمارے اخراجات پورے ہو گئے، ہماری مالی ضرورت پوری ہو گئی۔

بے شمار ایسے واقعات جیسا کہ میں نے کہا میرے پاس موجود ہیں۔ اس وقت اتنا وقت نہیں ہے کہ میں وہ یہاں پیش کروں۔ وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی وضاحت میں خود اس کی مثال دی ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط بیانی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا اس لیے جھوٹ بولتے ہیں اور پھر ڈھٹائی سے مجبوری کا دوسروں کے سامنے اظہار بھی کر دیتے ہیں کہ ہم نے اس لیے جھوٹ بولا تھا۔ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’یہ امر ہرگز سچ نہیں۔‘‘ یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ متقی کے پریشانی سے نکلنے کے سامان عطا فرمانے کا وعدہ کرے اور دوسری طرف بعض لوگوں کو کہہ دے کہ تم غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لو اور خود ہی اس مشکل سے نکل جاؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں ہے۔ جس خدا پر ہم یقین رکھتے ہیں، ہم ایمان رکھتے ہیں اسکی تو یہ شان نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’......یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑا طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق: 4)‘‘

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کیلئے کافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکل ضروری ہے اور یہ توکّل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہے کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہیں بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اخلاق

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’یاد رکھیں کہ معاشرے کی ترقی،
اسلام کا پھیلاؤ اور درحقیقت عالمی امن کا قیام،
یہ سب بنیادی طور پر خلافت احمدیہ کے قیام سے جڑے ہوئے ہیں۔‘‘

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ برازیل 2021ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’تبلیغ میں اپنی کوششوں کو بڑھانا بھی ضروری ہے،
ہمیں دنیا والوں کو یہ سمجھانا چاہیے کہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں
اور یہ مان لیں کہ حقیقی زندگی وہی ہے جو آخرت کی ہے۔‘‘

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ برازیل 2021ء)

اعلیٰ سطح پر لے جانے کی ضرورت ہے۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم اپنی حالتوں میں حقیقت میں ایسی تبدیلی پیدا کر لیں، جب دین دنیا پر مقدم ہو جائے تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کیلئے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء) اللہ تعالیٰ متقی کے راستے کی تمام دنیاوی روکیں دُور فرما دیتا ہے جو اسکے دین کے کام میں حارج ہوں۔

پس اگر دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نمازوں کی وقت پر ادائیگی ہم کر رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے دنیوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی کاموں اور دین کے کاموں کو ترجیح دے رہے ہیں تو وہ سب طاقتوں کا مالک خدا فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہاری فکروں کو دُور کروں گا۔ پس انسان نے خدا تعالیٰ کی کیا مدد کرنی ہے، اللہ تعالیٰ ہے جو ہمیں دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے، ہماری نیکیوں کے ہمیں اجر دیتا ہے، ہماری ضروریات پوری فرماتا ہے اور پھر ان تمام نوازشوں کے بعد ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل فرماتا ہے۔ یہ بھی اعلان فرما دیتا ہے۔ کتنا مہربان ہے ہمارا خدا۔ کس قدر دیالو ہے ہمارا خدا۔ اسکا ہم کبھی احاطہ ہی نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے بنتے ہوئے، اسکے حکموں پر چلتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بنیں اور یہی ہمارے حقیقی انصار ہونے کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ دعا

(دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا) ایک منٹ ذرا ٹھہر جائیں۔ لجنہ کی حاضری جو دوبارہ لجنہ نے بھیجی ہے ان کی حاضری چھ ہزار آٹھ سو تیس ہے اور انصار اللہ کی حاضری یہ ابھی بتا ہی چکے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(شکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن یکم نومبر 2022ء)

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 مئی 2023ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 7 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆ عزیزہ صدف وحید (واقفہ نو) بنت مکرم شیخ عبدالوحید صاحب (یو۔کے) ہمراہ عزیزم سید حمزہ سکندر صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ یو۔کے) ابن مکرم ندیم سکندر صاحب (یو۔کے)

☆ عزیزہ آمنہ کوثر آرچرڈ بنت مکرم نثار آرچرڈ صاحب (سیکرٹری تربیت جماعت یو۔کے) ہمراہ عزیزم یوسف خلیل صاحب (واقف نو) ابن مکرم عامر خلیل صاحب (یو۔کے)

☆ عزیزہ کنول قریشی بنت مکرم ولید ناصر قریشی صاحب (یو۔کے) ہمراہ عزیزم سفیر احمد حیات صاحب (واقف نو) ابن مکرم ظہیر احمد حیات صاحب (یو۔کے)

☆ عزیزہ امۃ الشافی احمد بنت مکرم شبیر احمد صاحب مرحوم (جرمنی) ہمراہ عزیزم شہزاد احمد صاحب (واقف نو) ابن مکرم سرفراز احمد صاحب (جرمنی)

☆ عزیزہ رضوانہ نورین قادر بنت مکرم عبدالقادر صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم شہاب سلیم خان صاحب ابن مکرم محمد سلیم خان صاحب (جرمنی)

☆ عزیزہ ماہا مقدم بنت مکرم خواجہ مقدم محمود صاحب (یو۔کے) ہمراہ عزیزم ماہر احمد صاحب ابن مکرم طاہر احمد صاحب مرحوم (یو۔کے)

☆ عزیزہ نزہت ظفر بنت مکرم ظفر آفتاب صاحب (یو۔کے) ہمراہ عزیزم عبدالرحمان صاحب ابن مکرم عبدالکریم صاحب (یو۔کے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔ ☆☆☆

128 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

اعلان نکاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم بشیر الدین قادر مربی سلسلہ دفتر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کا نکاح عزیزہ شگفتہ نورین بھٹی بنت مکرم محمد یعقوب احمد بھٹی صاحب مرحوم ساکن جماعت احمدیہ چارکوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر کے ساتھ مبلغ -/81,000 روپے حق مہر پر مورخہ 30 اپریل 2023ء بروز ہفتہ کو مکرم مبارک احمد شاد صاحب معلم سلسلہ جماعت احمدیہ مسرور آباد چارکوٹ نے پڑھایا۔ بعدہ اگلے روز رخصتی عمل میں آئی۔ نیز مورخہ 3 مئی 2023ء بروز بدھ بعد نماز عشاء قادیان دارالامان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(صدیقہ بیگم زوجہ مکرم غلام احمد قادر صاحب مرحوم مربی سلسلہ)

اہم اعلان :: احمدی طلباء متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔ لہٰذا وہ طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کر کے مورخہ 30 جون تک دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کیلئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1) میٹرک پاس طالب علم کیلئے عمر کی حد 17 سال اور 2+ پاس طالب علم کیلئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

(2) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کیلئے Select کریگی۔ تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہونگے۔

(3) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔ تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(4) گریجویشن پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی ترجیح دی جائے گی۔

داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کیلئے ایڈریس:

waqfenau@qadian.in

WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)
Darul Balaqh, CIVIL LINE , QADIAN
DISTRICT: GURDASPUR, PUNJAB (INDIA)PIN:143516
CONTACT: 01872-500975, 9988991775

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

جنگ بدر (بقیہ)

جب دوسرے کاموں سے فراغت حاصل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رؤساء قریش کو ایک جگہ جمع کر کے دفن کر دیا جاوے۔ چنانچہ ایک گڑھے میں چوبیس رؤساء کی لاشوں کو اکٹھا کر کے دفنا دیا گیا۔ اور دوسرے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ پر دفن کر دیا گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عام طریق تھا کہ حتّی الوسع کسی لاش کو کھلا نہیں رہنے دیتے تھے خواہ وہ دشمن ہی کی کیوں نہ ہو۔ واپسی سے قبل آپؐ اس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے جس میں رؤساء قریش دفن کئے گئے تھے اور پھر ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ حَقًّا فَاِنِّيْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا یعنی ”کیا تم نے اس وعدہ کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا۔ تحقیق میں نے اس وعدہ کو حق پا لیا ہے جو خدا نے مجھ سے کیا تھا۔ نیز فرمایا یَا اَھْلَ الْقَلِیْبِ بِئْسَ عَشِیْرَۃِ النَّبِیِّ کُنْتُمْ لِنَبِیِّکُمْ کَذَّبْتُمُوْنِیْ وَصَدَّقَنِیَ النَّاسُ وَاَخْرَجْتُمُوْنِیْ وَآوَانِیَ النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِیْ وَنَصَرَنِیَ النَّاسُ۔ یعنی ”اے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگو! تم اپنے نبی کے بہت برے رشتہ دار بنے۔ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میرے وطن سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے خلاف جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی۔“ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ اب مردہ ہیں وہ کیا سنیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ”میری یہ بات وہ تم سے بھی بہتر سن رہے ہیں۔“ یعنی وہ اس عالم میں پہنچ چکے ہیں جہاں ساری حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور کوئی پردہ نہیں رہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات جو اوپر درج کئے گئے ہیں اپنے اندر ایک عجیب درد و اَلَم کی آمیزش رکھتے ہیں اور ان سے اس قلبی کیفیت کا کچھ تھوڑا سا اندازہ ہو سکتا ہے جو اس وقت آپؐ پر طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت قریش کی مخالفت کی گزشتہ تاریخ آپؐ کی آنکھوں کے سامنے تھی اور آپؐ عالمِ تخیل میں اسکا ایک ایک ورق الٹاتے جاتے تھے اور آپؐ کا دل ان اوراق کے مطالعہ سے بے چین تھا۔ آپؐ کے یہ الفاظ اس بات کا بھی یقینی ثبوت ہیں کہ اس سلسلۂ جنگ کے آغاز کی ذمہ داری کلیۃً کفار مکہ پر تھی۔ جیسا کہ آپؐ کے الفاظ قَاتَلْتُمُوْنِیْ وَنَصَرَنِیَ النَّاسُ سے ظاہر ہے۔ یعنی ”اے میری قوم کے لوگو! تم نے مجھ سے جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی اور کم از کم ان الفاظ سے یہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ یہی یقین رکھتے تھے کہ ان جنگوں میں ابتداء کفار کی طرف سے ہوئی ہے اور آپؐ نے مجبور ہو کر محض خود حفاظتی میں تلوار اٹھائی ہے۔

اپنے مقتولین کی دیکھ بھال ہوئی تو معلوم ہوا کہ کل چودہ آدمی شہید ہوئے ہیں۔ جن میں سے چھ مہاجرین میں سے تھے اور باقی انصار تھے۔ انہیں میں وہ مخلص بچہ عمیر وقاص بھی تھا، جس نے رو کر ساتھ آنے کی اجازت حاصل کی تھی۔ اسکے علاوہ زخمی تو بہت سے صحابہ ہوئے تھے، لیکن یہ نقصان ایسا نہیں تھا کہ اس عظیم الشان دینی فتح کی خوشی کو مکدر کر سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ مسلمان شکر و امتنان کے جذبات سے معمور تھے۔ تین دن تک آپؐ نے بدر کی وادی میں قیام فرمایا اور یہ وقت اپنے شہداء کی تکفین و تدفین اور اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی میں گزرا۔ اور انہی دنوں میں غنیمت کے اموال کو جمع کر کے مرتب کیا گیا اور کفار کے قیدیوں کو جن کی تعداد ستر تھی محفوظ کر کے مختلف مسلمانوں کی سپردگی میں دے دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک کریں اور ان کے آرام کا خیال رکھیں۔ صحابہؓ نے جن کو اپنے آقا کی ہر خواہش کے پورا کرنے کا عشق تھا آپؐ کی اس نصیحت پر اس خوبی کے ساتھ عمل کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ خود ان قیدیوں میں سے ایک قیدی ابوعزیز بن عمیر کی زبانی روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے، لیکن خود کھجور وغیرہ کھا کر گزارہ کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ ان کے پاس اگر روٹی کا چھوٹا ٹکڑا بھی ہوتا تھا تو وہ مجھے دے دیتے تھے اور خود نہیں کھاتے تھے اور اگر میں کبھی شرم کی وجہ سے واپس کر دیتا تھا تو وہ اصرار کے ساتھ پھر مجھی کو دے دیتے تھے۔ جن قیدیوں کے پاس لباس کافی نہیں تھا انہیں کپڑے مہیا کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ عباس کو عبداللہ بن ابیّ نے اپنی قمیص دی تھی۔

سر ولیم میور نے قیدیوں کے ساتھ اس مشفقانہ سلوک کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت کے ماتحت انصار و مہاجرین نے کفار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا۔ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت تاریخ میں ان الفاظ میں مذکور ہے کہ ”خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا وہ ہم کو سوار کرتے تھے اور آپ پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور آپ صرف کھجوریں کھا کر پڑ رہتے تھے۔ اس لئے (میور صاحب لکھتے ہیں) ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہ کرنا چاہئے کہ بعض قیدی اس نیک سلوک کے اثر کے نیچے مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا...... جو قیدی اسلام نہیں لائے ان پر بھی اس نیک سلوک کا بہت اچھا اثر تھا۔“

یہ بھی روایت آتی ہے کہ جب یہ قیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو یونہی چھوڑ دیتا۔ مطعم پکا مشرک تھا اور اسی حالت میں وہ مرا لیکن طبیعت میں شرافت کا مادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ قریش کا ظالمانہ صحیفہ جس کی وجہ سے مسلمان شعبِ ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے تھے اسے مطعم نے ہی چاک کیا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس آئے تھے تو اس وقت بھی مطعم نے ہی آپؐ کو اپنی پناہ میں لے کر مکہ میں داخل کیا تھا۔ یہ اسی احسان کی یاد تھی جس سے متأثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک نمایاں خصوصیت تھی کہ جب کبھی کوئی شخص آپؐ کے ساتھ ذرا سا بھی نیک سلوک کرتا تھا تو آپؐ اسکے احسان کو کبھی نہیں بھولتے تھے اور آپؐ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ آپؐ کو اسکے احسان کا عملی شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا رہے اور یہ نہیں تھا کہ دنیاداروں کی طرح جب آپؐ ایک دفعہ کسی کے احسان کے جواب میں نیک سلوک کر لیتے تھے تو پھر یہ کہنے لگ جاتے تھے کہ بس اب احسان کا بدلہ اتر گیا ہے۔ بلکہ جب کبھی کوئی شخص آپؐ کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا تو پھر وہ ہمیشہ کیلئے آپؐ کو اپنا خاص محسن بنا لیتا تھا اور آپؐ کبھی بھی اسکے احسان کو اترا ہوا نہیں سمجھتے تھے اور دراصل اعلیٰ اخلاق کا یہی تقاضا ہے کیونکہ جس احسان کے نیچے انسان ایک دفعہ آ جاوے پھر اسکے متعلق یہ سمجھنا کہ کسی جوابی احسان سے اسکا بدلہ اتر سکتا ہے ایک تجارتی لین دین تو کہلا سکتا ہے مگر ایک اخلاقی ذمہ داری سے عہدہ برآئی ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔

جو لوگ قید ہوئے تھے ان میں سے بعض رؤساء قریش میں سے تھے۔ چنانچہ النضر بن الحارث اور سہیل بن عمرو مکہ کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ بعض قیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے مثلاً عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ عقیل آپؐ کے چچازاد بھائی اور حضرت علی کے حقیقی بھائی تھے۔ ابوالعاص بن ربیع تھے جو آپؐ کی صاحبزادی زینب کے خاوند یعنی آپؐ کے داماد تھے۔ بعض مؤرخین نے قید ہونے والے رؤساء میں عقبہ بن ابی معیط کا نام بھی بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت حالت قید میں قتل کر دیا گیا تھا۔ مگر یہ درست نہیں ہے۔ حدیث اور تاریخ میں نہایت صراحت کے ساتھ یہ روایت آتی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط میدانِ جنگ میں قتل ہوا تھا اور ان رؤساء مکہ میں سے تھا جن کی لاشیں ایک گڑھے میں دفن کی گئی تھیں۔ البتہ نضر بن حارث کا حالت قید میں قتل کیا جانا اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ان بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے براہ راست ذمہ دار تھے جو مکہ میں کفار کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اور اغلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب حارث بن ابی ہالہ جو ابتداء اسلام میں نہایت ظالمانہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے، ان کے قتل کرنے والوں میں نضر بن حارث بھی شامل تھا لیکن یہ یقینی ہے کہ نضر کے سوا کوئی قیدی قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسلام میں صرف دشمن ہونے اور جنگ میں خلاف حصہ لینے کی وجہ سے قیدیوں کے قتل کرنے کا دستور تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق بعد میں ایک معین حکم بھی قرآن شریف میں نازل ہوا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گو بہت سی روایات میں نضر بن حارث کے قتل کئے جانے کا ذکر آتا ہے لیکن بعض ایسی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ بدر کے بعد مدت تک زندہ رہا اور بالآخر غزوہ حنین کے موقع پر مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا تھا۔ مگر مقدم الذکر روایات کے مقابلہ میں یہ روایتیں عموماً کمزور سمجھی گئیں ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہرحال اگر قیدیوں میں سے کوئی شخص قتل کیا گیا تو وہ صرف نضر بن حارث تھا جو قصاص میں قتل کیا گیا تھا اور اس کے متعلق بھی یہ روایت آتی ہے کہ جب اسکے قتل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی بہن کے وہ دردناک اشعار سنے جن میں آپؐ سے رحم کی اپیل کی گئی تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ اشعار مجھے پہلے پہنچ جاتے تو میں نضر کو معاف کر دیتا۔ بہرحال نضر کے سوا کوئی قیدی قتل نہیں کیا گیا بلکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا تھا کہ قیدیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جاوے۔

بدر سے روانہ ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو مدینہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ آگے آگے جا کر اہلِ مدینہ کو فتح کی خوشخبری پہنچاویں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ سے پہلے پہنچ کر مدینہ والوں کو فتح کی خبر پہنچائی۔ جس سے مدینہ کے صحابہ کو اگر ایک طرف اسلام کی عظیم الشان فتح ہونے کے لحاظ سے کمال درجہ خوشی ہوئی تو اس لحاظ سے کسی قدر افسوس بھی ہوا کہ اس عظیم الشان جہاد کے ثواب سے وہ خود محروم رہے۔ اس خوشخبری نے اس غم کو بھی غلط کر دیا جو زید بن حارثہ کی آمد سے تھوڑی دیر قبل مسلمانانِ مدینہ کو عموماً اور حضرت عثمانؓ کو خصوصاً رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہنچا تھا جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بیمار چھوڑ کر غزوہ بدر کیلئے تشریف لے گئے تھے اور جن کی وجہ سے حضرت عثمانؓ بھی شریک غزوہ نہیں ہو سکے۔

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 364 تا 367 مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1025) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ سبز کاغذ پر جب اشتہار حضور نے جاری کیا تو میرے پاس بھی چھ سات اشتہار حضور نے بھیجے۔ منشی اروڑا صاحب فوراً لدھیانہ کو روانہ ہوگئے ۔ دوسرے دن محمد خاں صاحب اور میں گئے اور بیعت کر لی ۔ منشی عبدالرحمن صاحب تیسرے دن پہنچے کیونکہ انہوں نے استخارہ کیا اور آواز آئی ''عبد الرحمن آجا'' ہم سے پہلے آٹھ نو کس بیعت کر چکے تھے ۔ بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے۔ اشتہار پہنچنے کے دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح ہم نے بیعت کی ۔ پہلے منشی اروڑا صاحب نے، پھر میں نے ۔ میں جب بیعت کرنے لگا تو حضور نے فرمایا: تمہارے رفیق کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی منشی اروڑا صاحب نے تو بیعت کر لی ہے اور محمد خاں صاحب تیار ہی ہیں کہ بیعت کرلیں۔ چنانچہ محمد خاں صاحب نے بیعت کر لی ۔ اسکے ایک دن بعد منشی عبدالرحمن صاحب نے بیعت کی۔ منشی عبدالرحمن صاحب، منشی اروڑا صاحب اور محمد خاں صاحب تو بیعت کر کے واپس آگئے کیونکہ یہ تینوں ملازم تھے ۔ میں پندرہ بیس روز لدھیانہ ٹھہرا رہا اور بہت سے لوگ بیعت کرتے رہے۔

حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقّت طاری ہوجاتی تھی۔ اور دعا اور بیعت بہت لمبی فرماتے تھے ۔ اس لئے ایک دن میں بیس پچیس آدمی کے قریب بیعت ہوتے تھے۔

(1026) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ بیعت کے بعد جب میں لدھیانہ میں ٹھہرا ہوا تھا تو ایک صوفی طبع شخص نے چند سوالات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کرا سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اس کیلئے مناسبت شرط ہے اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ یا جس پر خدا کا فضل ہوجائے۔ اسی رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

(1027) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ میرے دو تین خواب ازالہ اوہام کی جلد کے ساتھ جو کورے کاغذ تھے، اُن پر اپنی قلم سے درج فرمائے ۔ اسی طرح الٰہی بخش اکونٹنٹ نے جب حضرت صاحب کے خلاف کچھ خواب شائع کئے تو حضور نے مجھے لکھا کہ اپنے خواب لکھ کر بھیجو۔ میں نے بھیج دیئے ۔ حضور نے وہ خواب اشتہار میں چھپوا دیئے۔ خواب سے پیشتر میں نے یہ شعر بھی لکھا تھا ؎

الا اے بلبل نالاں چہ چندیں ماجرا داری
بیا داغے کہ من در سینہ دارم تو کجا داری

عسل مصفّٰی میں وہ اشتہار اور خواب چھپے ہوئے موجود ہیں۔

(1028) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ منشی اروڑا صاحب مرحوم اور میں نے لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ کبھی حضور کپورتھلہ بھی تشریف لائیں۔ اُن دنوں کپور تھلہ میں ریل نہ آئی تھی۔ حضور نے وعدہ فرمایا کہ ہم ضرور کبھی آئیں گے۔ اسکے بعد جلد ہی حضور بغیر اطلاع دیئے ایک دن کپورتھلہ تشریف لے آئے اور یکہ خانہ سے اتر کر مسجد فتح والی نزد یکّہ خانہ واقع کپورتھلہ میں تشریف لے گئے ۔ حافظ حامد علی صاحب ساتھ تھے۔ مسجد سے حضور نے ملاں کو بھیجا کہ منشی صاحب یا منشی ظفر احمد صاحب کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو۔ میں اور منشی اروڑا صاحب کچہری میں تھے کہ ملاں نے آکر اطلاع دی کہ مرزا صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں اور انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ اطلاع کر دو۔ منشی اروڑا صاحب نے بڑی تعجب آمیز ناراضگی کے لہجے میں پنجابی میں کہا ''دیکھو ناں تیری مسیت وچ آ کے مرزا صاحب نے ٹھہرنا سی؟'' میں نے کہا کہ چل کر دیکھنا تو چاہئے ۔ پھر منشی صاحب جلدی سے صافہ باندھ کر میرے ساتھ چل پڑے۔ مسجد میں جا کر دیکھا کہ حضور فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور حافظ حامد علی صاحب پاؤں دبا رہے تھے اور پاس ایک پیالہ اور چمچہ رکھا ہوا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ شاید آپ نے دودھ ڈبل روٹی کھائی تھی ۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے اس طرح تشریف لانی تھی؟ ہمیں اطلاع فرماتے ۔ ہم کرتار پور سٹیشن پر حاضر ہوتے ۔ حضور نے جواب دیا اطلاع دینے کی کیا ضرورت تھی ۔ ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرنا تھا۔ پھر حضور کو ہم اپنے ہمراہ لے آئے اور محلہ قائم پورہ کپورتھلہ میں جس مکان میں پرانا ڈاکخانہ بعد میں رہا ہے، وہاں حضور کو ٹھہرایا۔ وہاں بہت سے لوگ حضور کے پاس جمع ہوگئے ۔ کرنیل محمد علی خاں صاحب ، مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ ۔ حضور تقریر فرماتے رہے ۔ کچھ تصوف کے رنگ میں کرنیل صاحب نے سوال کیا تھا جس کے جواب میں یہ تقریر تھی۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے ۔ مولوی غلام محمد صاحب جو کپورتھلہ کے علماء میں سے تھے آبدیدہ ہوگئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھائے کہ میری آپ بیعت لے لیں ۔ مگر حضور نے بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں مولوی مذکور سخت مخالف رہا۔

(1029) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ سے کپورتھلہ تشریف لائے تو صرف ایک دن قیام فرما کر قادیان کو تشریف لے گئے ۔ ہم کرتار پور کے اسٹیشن پر پہنچانے گئے ۔ یعنی منشی اروڑا صاحب، محمد خاں صاحب اور میں۔ اگر کوئی اور بھی ساتھ کرتار پور گیا ہو تو مجھے یاد نہیں۔

کرتار پور کے اسٹیشن پر ہم نے حضرت صاحب کے ساتھ ظہر وعصر کی نماز جمع کی ۔ نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ کس قدر مسافت پر نماز جمع کر سکتے ہیں اور قصر کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انسان کی حالت کے اوپر یہ بات ہے ۔ ایک شخص ناطاقت اور ضعیف العمر ہو تو وہ پانچ چھ میل پر بھی قصر کر سکتا ہے اور مثال دی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز قصر کی حالانکہ وہ مکہ شریف سے قریب جگہ ہے۔

(1030) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری نظر سے پہلے موٹا اشتہار بابت براہین احمدیہ 1885ء میں گزرا۔ مگر کوئی التفات پیدا نہ ہوا۔ 88-1887ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شہرہ سنتا رہا۔ 1890ء میں آپ نے مولوی عبد اللہ صاحب فخری کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کی استدعا کی ۔ اس طرح خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ غالباً ستمبر 1890ء میں مَیں بمقام لدھیانہ حضرت صاحب سے ملا اور چند معمولی باتیں ہوئیں۔ وہاں سے واپسی پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ میں تفضیلی شیعہ ہوں ۔ یعنی حضرت علیؓ کو دوسرے خلفاء پر فضیلت دیتا ہوں کیا آپ ایسی حالت میں میری بیعت لے سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ نے لکھا کہ ہاں ایسی حالت میں آپ بیعت کر سکتے ہیں ۔ باقی اگر ہم ان خدمات کی قدر نہ کریں جو خلفائے راشدین نے کیں تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا کہ یہ قرآن وہی قرآن ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کیونکہ انہی کے ذریعہ قرآن واسلام ، حدیث واعمال ہم تک پہنچتے ہیں ۔ چنانچہ میں نے غالباً ستمبر یا اکتوبر 1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی اور بعد بیعت تین سال تک شیعہ کہلاتا رہا۔

(1031) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ابتدائے خط وکتابت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے ایک خط میں لکھا تھا کہ میں شیعہ ہوں اور شیعوں کے ہاں ولایت ختم ہوگئی ہے ۔ اس لئے جب ہم کسی کو ولی نہیں مانتے تو بیعت کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ نے لکھا ''ہم جو ہر نماز میں اهدنا الصراط المستقيم، صراط الذين انعمت عليهم کی دعا مانگتے ہیں، اسکا کیا فائدہ ہے؟ کیونکہ مے تو پی گئے اب تو دُردرہ گیا۔ پھر کیا ہم مٹی کھانے کیلئے رہ گئے؟ اور جب ہمیں انعام ملنا نہیں تو یہ دعا عبث ہے ۔ مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ انعامات کا سلسلہ اب تک جاری ہے ۔ 1893ء میں مَیں نے خاص طور پر سے شیعیت کی بابت تحقیقات کی اور شیعیت کو ترک کر دیا۔

(1032) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے میں اور محمد خان مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے ۔ (ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آ گیا جو ایم. اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوالوں۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے۔ مگر اُس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہوگئے ۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اُسے اٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر شام کے چار پانچ بجے ہوں گے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں تخلیہ چاہتا ہوں میں نے حضور سے عرض کی ۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کے پاس تنہائی میں چلے گئے اور میں اور مولوی عبداللہ سنوری اور محمد خان صاحب ایک کوٹھڑی میں چلے گئے ۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے بہت اصرار کیا کہ مجھے بیعت میں لے لیں مگر آپ نے فرمایا آپ جلدی نہ کریں۔ سوچ سمجھ لیں۔ دو دن رہ کر ہم واپس آگئے۔

(1033) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی شخص نے بیعت کرنی چاہی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بیعت نہ لی اور انکار کر دیا۔

(1034) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک کتاب لکھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور وہ کتاب پیش کی ۔ حضور نے ہاتھ سے کتاب پرے کر دی کہ جب مسلمانوں کے سینکڑوں بچے عیسائی ہوگئے اس وقت یہ کتاب نہ لکھی۔ اب جو مصنف کا اپنا لڑکا عیسائی ہوگیا تو یہ کتاب لکھی ۔ اس میں برکت نہیں ہوسکتی۔

(1035) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ شروع ستمبر 1904ء میں میرے والد صاحب مجھے اپنے ہمراہ لاہور لے گئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن دنوں لاہور ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ 3 ستمبر کو آپ کا لیکچر میلا رام کے منڈوے میں ہوا۔ والد صاحب بھی مجھے اپنے ہمراہ وہاں لے گئے ۔ میری عمر اس وقت ساڑھے گیارہ سال کی تھی لیکن وہ منظر مجھے خوب یاد ہے کہ مجھے سٹیج پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کرسی کے قریب ہی جگہ مل گئی اور میں قریباً تمام وقت آپ ہی کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا۔ گو معلوم ہوتا تھا کہ میں نے لیکچر بھی توجہ سے سنا ہوگا یا کم سے کم بعد میں توجہ سے پڑھا ہوگا کیونکہ اس لیکچر کے بعض حصے اس وقت سے مجھے اب تک یاد ہیں لیکن میری توجہ زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف رہی۔ آپ ایک آرام کرسی پر تشریف فرما تھے اور ایک سفید رومال آپ کے ہاتھ میں تھا جو اکثر وقت آپ کے چہرہ مبارک کے نچلے حصہ پر رکھا رہا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

حقیقی امن اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک ایک بالا ہستی کو تسلیم نہ کیا جائے

یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ امن دینے والا ہے صرف اسلام نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیش کیا ہے

اگر کوئی امید کی کرن ہے، امن کی ضمانت ہے تو ایک ہی وجود ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے امن وسلامتی کی تعلیم کے ساتھ دنیا میں بھیجا تھا، جو شہنشاہِ امن ہے، جس کی تعلیم پیار ومحبت کی تعلیم ہے

حقیقی امن تبھی ہوگا جو ذاتی، خاندانی، نسلی، قومی، ملکی ترجیحات سے بالا ہوکر قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان اس بات کو سمجھ لے کہ میرے اوپر ایک بالا ہستی ہے جو میرے لیے ہی امن نہیں چاہتی بلکہ تمام دنیا کیلئے امن چاہتی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو بھیج کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے

اگر انسان اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنے تباہ کرنے والے خودغرضانہ مفادات کا ہی اسیر رہے تو اس سے بڑی بدقسمتی اَور کیا ہوسکتی ہے

آؤ اور امن وسلامتی کی تعلیم دینے والے اس عظیم وجود سے جڑ کر دنیا وآخرت میں اپنی سلامتی کے سامان کرلو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جڑنا بھی ضروری ہے، تبھی علم ومعرفت کا صحیح ادراک ہوسکتا ہے

امن اس وقت تک قائم ہو ہی نہیں سکتا جب تک لوگوں کے اندر حقیقی مواخات پیدا نہ ہو اور حقیقی مواخات ایک خدا کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ جرمنی فرمودہ 21 راگست 2022ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے شروع میں covid وبا کے بعد کی کس پریشانی کا ذکر فرمایا جس نے دنیا کو خطرناک موڑ پر کھڑا کر دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پہلے covid کی وبا نے دنیا کو پریشان کیا اور ابھی وہ وبا کی پریشانی ختم نہیں ہوئی تو اب دنیا میں جنگوں کی صورتحال نے دنیا کو ایک انتہائی خطرناک موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ دنیا کا کوئی خطہ بھی اس متوقع تباہی سے محفوظ نظر نہیں آتا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ اور ایشیا کی سرزمین کی بابت کیا پیشگوئی فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ اور ایشیا کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ: اَے یورپ! تُو بھی امن میں نہیں اور اَے ایشیا! تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

سوال حقیقی امن کب قائم ہوسکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حقیقی امن اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک ایک بالا ہستی کو تسلیم نہ کیا جائے۔ نیز فرمایا امن اس وقت تک قائم ہو ہی نہیں سکتا جب تک لوگوں کے اندر حقیقی مواخات پیدا نہ ہو اور حقیقی مواخات ایک خدا کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔

سوال نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حقیقی امن قائم کرنے کی خاطر کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حقیقی امن تبھی ہوگا جو ذاتی، خاندانی، نسلی، قومی، ملکی ترجیحات سے بالا ہوکر قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان اس بات کو سمجھ لے کہ میرے اوپر ایک بالا ہستی ہے جو میرے لیے ہی امن نہیں چاہتی بلکہ تمام دنیا کیلئے امن چاہتی ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ ہی امن دینے والا ہے یہ عقیدہ کون پیش کرتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ امن دینے والا ہے صرف اسلام نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیش کیا ہے۔

سوال کب ہم بدقسمت لوگ کہلائیں گے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو بھیج کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اگر انسان اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنے تباہ کرنے والے خودغرضانہ مفادات کا ہی اسیر رہے تو اس سے بڑی بدقسمتی اَور کیا ہوسکتی ہے۔

سوال آج کل کے جو دنیا کے حالات ہیں ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے میں اگر کوئی امید کی کرن ہے، امن کی ضمانت ہے تو ایک ہی وجود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امن وسلامتی کی تعلیم کے ساتھ دنیا میں بھیجا تھا، جو شہنشاہِ امن ہے، جو اللہ تعالیٰ کو سب انسانوں سے زیادہ پیارا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی آخری کامل اور مکمل شریعت اتری، جس کی تعلیم پیار ومحبت کی تعلیم ہے، جس نے اپنے خدا تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے اور اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور دنیا کو تباہی سے بچانے کی فکر اور اس کیلئے شدید درد محسوس کرنے کی وجہ سے اپنی زندگی ہلکان کر لی تھی۔ اس حد تک اپنی حالت کر لی تھی اور کرب سے تڑپ کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: 4) کیا تُو اپنی جان کو اس لیے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

سوال جنگوں کی صورت میں کس طرح کی تباہی ہونی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض جگہ تجزیہ نگار یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جنگوں کی صورت میں جو تباہی ہونی ہے وہ ایسی خوفناک ہوگی کہ ایک اندازے کے مطابق دورانِ جنگ اور اس کے بعد کے دو سالوں میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کی وجہ سے دنیا کی چھیاسٹھ فیصد آبادی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔

سوال یورپ اور مغربی افریقہ کے لوگ کس زعم میں بیٹھے ہوئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یورپ اور مغربی ممالک اور ترقی یافتہ ممالک اس زعم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جنگوں کی صورتحال، فساد کی صورتحال، علاقوں اور ملکوں کی تباہی کے حالات جہاں پیدا ہو رہے ہیں وہ ہم سے ہزاروں میل دُور ہیں اور ہم محفوظ ہیں۔

سوال ترقی یافتہ ممالک جنگ کو فروغ دینے کیلئے کیا کر رہے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ترقی یافتہ ملک ان ملکوں کو اسلحہ فراہم کرتے رہے کہ ہمارا اسلحہ بکتا رہے۔ یہ مرتے ہیں تو مریں، کیا فرق پڑتا ہے۔

سوال اپنی مفاد کی خاطر جو ترقی یافتہ ممال اسلحہ فراہم کر رہے ہیں وہ کس بات کو بھول گئے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ بھول گئے کہ یہ حالات ان پر بھی آ سکتے ہیں اور اپنی ترقی کے زعم میں ان کی عقلیں ماری گئیں اور آنکھیں اندھی ہوگئیں اور پھر اب سب دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی ہوا جس کا خطرہ تھا اور یورپ میں بھی جنگی حالات پیدا ہو گئے ہیں۔

سوال اگر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو اپنائیں اور دنیا میں پھیلائیں۔ دنیا کو بتائیں کہ آج دنیا کی امن وسلامتی کا یہی واحد حل ہے۔ پس آؤ اور امن وسلامتی کی تعلیم دینے والے اس عظیم وجود سے جڑ کر دنیا وآخرت میں اپنی سلامتی کے سامان کرلو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق خدا کے متعلق کس قدر درد تھا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخلوق خدا کے متعلق کس طرح کا درد تھا کس طرح کی تڑپ تھی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: 4) کیا تُو اپنی جان کو اس لیے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

سوال یوکرائن کی وجہ سے کیا حالات ہو رہے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یوکرائن کی وجہ سے روس اور نیٹو (NATO) کے ممالک آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ برتری کس نے آخر میں حاصل کرنی ہے یا دونوں کی طرف کتنا نقصان ہونا ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اسکے نتائج بہت خطرناک ہونے ہیں اور اگر اب بھی عقل سے کام نہ لیا تو ایک خوفناک تباہی اس کا انجام ہے۔

سوال بعض تجزیہ نگار جنگ کے بعد کے حالات کے بارے میں کیا بیان فرماتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض جگہ تجزیہ نگار یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جنگوں کی صورت میں جو تباہی ہونی ہے وہ ایسی خوفناک ہوگی کہ ایک اندازے کے مطابق دورانِ جنگ اور اسکے بعد کے دو سالوں میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کی وجہ سے دنیا کی چھیاسٹھ فیصد آبادی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔ ایسی تباہی و بربادی ہوگی جس کا تصور بھی کوئی نہیں کرسکتا۔ ایک عام انسان تو اس کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

سوال ہم کب علم و معرفت کا صحیح ادراک حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حقیقی موحد ہی حقیقی امن و سلامتی کا علمبردار ہے۔ اگر مسلمان حقیقت میں اس نکتہ کو سمجھ لیں اور اسکے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں تو دنیا میں حقیقی امن پسند یہی ہوں گے لیکن پھر وہی بات کہ اس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ جڑنا بھی ضروری ہے، تبھی علم و معرفت کا صحیح ادراک بھی ہوسکتا ہے۔

سوال حقیقی امن و سلامتی قائم کرنے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کا کام ہے کہ حقیقی امن اور سلامتی دنیا میں پیدا کرنے کیلئے خدائے واحد پر اپنے ایمان کو پختہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دلوں میں راسخ کرے کہ کوئی اور محبت اس کی جگہ نہ لے سکے۔ اسکے حکموں پر عمل کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی تعلیم یعنی قرآن کریم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائے۔ جب ہمارے معیار اس حد تک جائیں گے کہ قرآن کریم کا ہر حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد ہمارے قول و فعل کا حصہ بن جائے گا تب ہی ہم دنیا کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا سکیں گے۔ انہیں حقیقی امن کے گُر کی نہ صرف تعلیم پیش کر کے بتائیں گے بلکہ اپنے عمل سے بھی سکھائیں گے اور یہی دنیا میں حقیقی امن قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

سوال جلسے پر احباب و مستورات کی کتنی حاضری تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جلسہ کی ہماری کُل حاضری انیس ہزار سات سو بیاسی ہے جس میں مستورات نو ہزار چار سو بیاسی اور مرد حضرات دس ہزار تین سو اور اس کے علاوہ جو دوسرے ذرائع سے لوگ جلسہ سالانہ کی کارروائی دیکھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں ان کی تعداد بھی چالیس ہزار سے اوپر ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی انسان کو کس مقام پر لے جاتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی انسان کو اس مقام پر لے جاتی ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت کرنے والا بن جاتا ہے اور یہ حقیقی محبت پھر انسان کے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دیتی ہے۔

سوال جب کسی سے سچے دل سے محبت ہو تو کیا حالت ہوتی ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو پھر اسکے ہر قول و فعل پر انسان عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسکی ہر بات سننے اور اس کو ماننے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال خطاب کے آخر پر حضور انور نے کن دعاؤں کی طرف احباب جماعت کو طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو جلسہ کی برکات کا حامل بنائے اور ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ دنیا کے حالات میں جلد ہر طرح سے امن و سلامتی پیدا فرمائے تاکہ ہم اپنے جلسے پھر وسیع پیمانے پر اور اسی شان سے ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہو کر منعقد کرسکیں اور جلسوں کو اپنی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کا ذریعہ بنائیں اور حقیقت میں اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کے فضل کو سمیٹنے والے ہم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

سوال ہمیں کب خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ یہ سوچ رکھنی ہو گی کہ اگر میں صرف اپنے لیے یا اپنی قوم کیلئے یا صرف اپنے ملک کیلئے امن کا متمنی ہوں تو اس صورت میں مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد، اسکی نصرت اور اسکی خوشنودی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ جب اس عقیدے پر انسان قائم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر سب کچھ کرنا ہے تبھی حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔

سوال دنیا میں اس وقت جتنی بھی لڑائیاں ہو رہی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا میں اس وقت جتنی لڑائیاں اور فساد ہیں وہ سب اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے ارادے صاف نہیں ہیں۔

سوال کس کے ذریعہ سے ہم خدا کی رضا اور اس کی پیروی حاصل کرسکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تعلیم اتاری اس میں فرمایا کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (المائدۃ: 16-17) یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آچکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ اللہ اسکے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

سوال ہم کب اپنی دنیا و عاقبت کو سنوار سکتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ، اس روشن کتاب کی ہدایت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ اس روشن کتاب کی ہدایت کو پڑھنا اور سامنے رکھنا چاہیے تبھی سبل السلام پر چلنے والے ہوں گے۔

......☆......☆......

خدا تعالیٰ کی ذات وہ ہستی ہے جو اس کائنات کے سارے نظام کو چلا رہی ہے
سائنس جسے نیچر کہتی ہے ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق اس ہستی کو خدا تعالیٰ کی ذات مانتے ہیں

موت کی حقیقت یہ ہے کہ پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ انسانی جسم میں جو روح ڈالتا ہے وفات کے وقت وہ روح اس فانی جسم کو اسی دنیا میں چھوڑ کر دوسرے عالم میں جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے چلی جاتی ہے جہاں اسے اپنے دنیوی اعمال کے مطابق نور یا تاریکی کا ایک نیا جسم ملتا

روزہ کی حالت میں چند اصولی باتیں یاد رکھنا ضروری ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کے متعلق حکم دیا ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں اور مرض دور ہونے اور سفر ختم ہونے پر ہی ان روزوں کی تکمیل کریں اور جو شخص کسی دائمی مرض میں مبتلا ہو اور اسے کبھی بھی اپنے تندرست ہونے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ طاقت رکھتا ہے تو فدیہ دے دے

مسجد میں پلاسٹک یا کپڑے کی ٹوپیاں رکھنا کہ اگر کوئی نمازی اپنی مرضی سے انہیں استعمال کرنا چاہے تو کرلے تو ایسا کرنے میں بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ ایک اچھی بات کی طرف ترغیب کی کوشش ہے اس لئے اگر کوئی اپنی مرضی اور خوشی سے یہ ٹوپیاں پہننا چاہے تو اسے روکنا نہیں چاہئے اور اگر کوئی نہ پہننا چاہے تو اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:53)

سوال انڈیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ خدا تعالیٰ کون ہے اور کیا ہے؟ Big Bang سے کائنات کا آغاز ہوا اور اس وقت سے کائنات خود بخود چل رہی ہے تو پوری کائنات ہی خدا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد ہم خدا تعالیٰ کے پاس چلے جاتے ہیں، یہ کس طرح ہوتا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے اور جب جنت اور جہنم کائنات کے مختلف حصے ہیں تو کیا روح ان کے درمیان سفر کرسکتی ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوسکتی ہے؟ حضو انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/ مارچ 2022ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب اسلامی تعلیمات، جن پر ہمارا کامل ایمان ہے ان کے مطابق خدا تعالیٰ کی ذات وہ ہستی ہے جو اس کائنات کے سارے نظام کو چلا رہی ہے۔ چنانچہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز کو کسی نہ کسی ذات یا ہستی نے بنایا ہے اور سائنس بھی اس بات کو مانتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز خود بخود نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ضرور ہے۔ سائنس اسے نیچر کہتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق اس ہستی کو خدا تعالیٰ کی ذات مانتے ہیں۔

باقی خدا تعالیٰ کی لامحدود ہستی انسانی محدود علم سے بہت بالا اور برتر ہے۔ اسکے متعلق ہمارا ایمان وہی ہے جو قرآن کریم نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص) یعنی تو کہہ دے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں (اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ سب اسکے حاجت مند ہیں۔ ذرہ ذرہ اس سے زندگی پاتا ہے۔ وہ کُل چیزوں کیلئے مبدء فیض ہے اور آپ کسی سے فیضیاب نہیں۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ اور کیونکر ہو کہ اسکا کوئی ہم ذات نہیں۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10 صفحہ 417)

”تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کی صفات اس کی صفات کی مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور با ایں ہمہ غیر محدود ہے۔“ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154، 155)

”یاد رکھو کہ انسان کی ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ ان تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے بلکہ خدا کے کام عقل اور فہم اور قیاس سے برتر ہیں۔ اور انسان کو صرف اپنے اس قدر علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو کسی حد تک سلسلہ علل و معلولات کا معلوم ہو گیا ہے کیونکہ انسان کا وہ علم نہایت ہی محدود ہے جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ کا۔ اور حق بات یہ ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود ناپیدا کنار ہے ایسا ہی اسکے کام بھی ناپیدا کنار ہیں اور اسکے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے...... ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپید اکنار اور غیر متناہی ہیں۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 280 تا 282)

”فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربوں کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے۔“ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 357، مطبوعہ 2016ء)

(2) آپ کا دوسرا سوال انسان کی موت کے بارے میں ہے۔ تو موت کی حقیقت یہ ہے کہ پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ انسانی جسم میں جو روح ڈالتا ہے، وفات کے وقت وہ روح اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور جسم اسی دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔ چاہے وہ انسان پانی میں ڈوب کر مرے، چاہے وفات کے بعد اس جسم کو زمین میں دفنا دیا جائے یا جلا دیا جائے یا درندوں پرندوں کو کھلا دیا جائے اور انسانی روح دوسرے عالم میں جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے چلی جاتی ہے، جہاں اسے اپنے دنیوی اعمال کے مطابق نور یا تاریکی کا ایک نیا جسم ملتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روح اور جسم کے اس تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جب یہ ناپائیدار ترکیب انسانی تفرق پذیر ہو جاتی ہے اور روح الگ اور جسم الگ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ دیکھا گیا ہے جسم کسی گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے اور روح بھی ایک قسم کے گڑھے میں پڑ جاتی ہے...... گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کیلئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم طیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلمانی قرار دیئے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے طیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں ......لیکن جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے طیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا موجب ہو جاتا ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 403 اور 405)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اقتباس میں روح کے ایک قسم کے گڑھے میں پڑنے کا جو فرمایا ہے وہ دراصل سورت عبس کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (سورت عبس: 22) یعنی اللہ تعالیٰ ہر انسان پر موت وارد کرتا ہے اور پھر اسے قبر میں رکھتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر انسان کو مٹی کے ڈھیر والی قبر میسر نہیں آتی کیونکہ کروڑوں مردے جلائے جاتے ہیں اور دفن نہیں کیے جاتے۔ لاکھوں انسان ڈوب کر مرتے ہیں۔ ہزاروں انسانوں کو جنگل کے درندے کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ تو پھر ہر انسان کے متعلق یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسے خدا قبر میں رکھتا ہے؟ یہاں قبر سے مراد وہ روحانی قیام گاہ ہے جہاں مرنے کے بعد اور کامل حساب کتاب سے پہلے انسان کی روح رکھی جاتی ہے۔

(3) باقی کسی روح کا جنت اور جہنم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا جہاں تک سوال ہے تو اس بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ روح بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہے، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ یہود نے روح کے بارے میں جب حضور ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ (سورۃ بنی اسرائیل:84) یعنی انہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

دوسرا قرآن کریم میں اخروی زندگی میں مومنوں اور کافروں کے اعمال ناموں کیلئے دو الفاظ سِجِّین اور عِلِّیِّین آئے ہیں۔ ان الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سِجِّین کا لفظ جو کفار کیلئے استعمال ہوا تھا مفرد تھا مگر عِلِّیِّین کا لفظ جو مومنوں کیلئے استعمال ہوا ہے وہ جمع کا لفظ ہے۔ اس فرق سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کافر کی سزا کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا نہیں مگر مومن کے انعام کو بڑھاتا چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے کافر تو ایک ہی قید خانہ میں پڑا رہتا ہے لیکن مومن گھر بدلتا جاتا ہے۔ ایک گھر کے بعد اس سے اعلیٰ گھر اسے ملتا ہے اور اسکے بعد اس سے اعلیٰ گھر۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اسے کئی دنیاؤں کی سیر کرا دیتا ہے اس لئے مومن کے گھر کئی ہوں گے اور کافر کا گھر ایک۔ (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 311، 312) پھر قرآن کریم میں اہل جنت اور اہل جہنم کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے درمیان ایک روک کے حائل ہونے کا بھی ذکر کیا گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنتی اور جہنمی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے۔ (سورۃ الاعراف:47)

لیکن جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن و حدیث میں جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا بلکہ اسکے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں ان کے پیچھے چلی ہے ہم اعلیٰ جنتوں میں ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع کر دیں گے اور ان کے باپ دادوں کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (سورۃ الطور:22)

پس قرآن کریم کے ان مضامین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نیک روحیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکیں گی اور ایک دوسرے سے میل ملاقات کرسکیں گی۔ لیکن بد روحیں جو جہنم میں اپنی سزا بھگت رہی ہوں گی وہ اپنی سزا پوری ہونے تک اسی قید خانہ میں مقید رہیں گی اور جب ان کی سزا پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بدولت وہ بھی جنت میں چلی جائیں گے۔

سوال یو.کے سے ایک ڈاکٹر صاحبہ نے Hormone patches, Contraceptive implant, Hormone depot injection, Pain killer gel, Deep freeze, Deep heat جیسے طریق علاج کے روزہ کی حالت میں اختیار کرنے کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 21/مارچ 2022ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب روزہ کی حالت میں کسی بھی طریق علاج کے استعمال کے سلسلہ میں چند اصولی باتیں یاد رکھنا بہت ضروری ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کے متعلق حکم دیا ہے کہ وہ بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں اور مرض دور ہونے اور سفر ختم ہونے پر ہی ان روزوں کی تکمیل کریں۔ اور جو شخص کسی دائمی مرض میں مبتلا ہو اور اسے کبھی بھی اپنے تندرست ہونے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ طاقت رکھتا ہے تو فدیہ دے دے۔

(سورۃ البقرۃ:185)

لیکن اگر کسی شخص کو کوئی ایسی تکلیف ہو جس میں ڈاکٹروں کے نزدیک روزہ رکھنا اس انسان کی صحت کیلئے نقصان دہ نہیں تو وہ شخص اس بیماری میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

ایسی بیماری میں اگر کسی قسم کی دوائی کے استعمال کی ضرورت ہو تو وہ دوائی صرف روزہ رکھنے سے پہلے یا روزہ کھولنے کے بعد ہی استعمال کی جاسکتی ہے۔ روزہ کے دوران ایسی کوئی بھی دوائی استعمال نہیں کی جاسکتی جو جسم کے اندر جاتی ہو۔ البتہ اگر اس دوائی کا اثر صرف جلد پر ہو اور اس دوائی کا کوئی حصہ جسم کے اندر داخل نہ ہو تو روزہ کی حالت میں ایسی دوائی کے استعمال میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ مثلاً کسی تیل، کریم، Gel یا سپرے وغیرہ کی جلد پر مالش یا سپرے کرنا۔

ایسی دوائی جسے آپریشن یا انجیکشن کے ذریعہ جسم کے اندر رکھا یا ڈالا جاتا ہے اور وہ دوائی جسم کے اندر آہستہ آہستہ Release ہوتی رہتی ہے تو ایسی دوائی بھی عام دوائیوں یا کھانے پینے کی اشیاء کی طرح روزہ رکھنے سے پہلے یا روزہ کھولنے کے بعد ہی جسم میں Inject کی جاسکتی ہے، روزہ کے دوران اسے جسم میں Inject کرنا جائز نہیں۔

سوال نارووال پاکستان سے ایک معلم صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ پلاسٹک وغیرہ کی ٹوپیاں مساجد میں رکھنا اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا بدعت اور ناپسندیدہ عمل ہے یا نہیں؟ نیز نماز فجر کے فوراً بعد جبکہ درس قرآن ہو رہا ہو فجر کی سنتیں پڑھنا درست ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جا رہا ہو تو اسے توجہ اور خاموشی سے سننا چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 28/مارچ 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب مساجد میں حسب توفیق مناسب اور صاف ستھرا لباس پہن کر جانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں میں زینت کے سامان اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ الاعراف:32) اس حکم میں دلوں کی روحانی صفائی کے ساتھ ساتھ کپڑوں اور بدن کی ظاہری صفائی بھی شامل ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو مساجد میں جاتے وقت مناسب لباس زیب تن کرنا چاہئے اور مناسب لباس میں سر کو ڈھانپنا بھی شامل ہے۔ اسلام کے ہر دور میں بزرگان امت کا عمامہ، پگڑی یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنا ان کی عام عادت رہی ہے۔ احادیث میں بھی مختلف صحابہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ عمامہ کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ اسی طرح حضرت عمرو بن حریثؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ)

پس مسجد میں پلاسٹک یا کپڑے وغیرہ کی کچھ صاف ستھری ٹوپیاں اس لیے رکھنا کہ اگر کوئی نمازی اپنی مرضی سے انہیں استعمال کرنا چاہے تو کر لے تو ایسا کرنے میں بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں، بلکہ ایک اچھی بات کی طرف ترغیب کی کوشش ہے۔ بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ننگے سر نماز نہ پڑھیں، انہیں اگر مسجد میں اس طرح ٹوپیوں کی سہولت مل جائے تو وہ خوشی سے اسے پہن کر نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ہے کہ زبردستی کسی کو مجبور نہیں کیا جانا چاہئے کہ وہ ضرور یہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھے۔

اس لیے اگر کوئی اپنی مرضی اور خوشی سے مسجد میں پڑی یہ ٹوپیاں پہننا چاہے تو اسے روکنا نہیں چاہئے اور اگر کوئی نہ پہننا چاہے تو اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔

باقی جہاں تک آپ کے دوسرے سوال کا تعلق ہے تو درس کے دوران سنتیں پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کیلئے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَاب وُجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ)

پس مساجد میں یہ تمام کام ایک وقت میں بھی ہو سکتے ہیں اس طرح کہ کوئی شخص نوافل ادا کر رہا ہو، کچھ لوگ تلاوت کر رہے ہوں اور کچھ لوگ ذکر الٰہی کر رہے ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں حضور ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ مسجد میں موجود لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اونچی آواز میں تلاوت نہ کریں۔ (موطا امام مالک، کتاب النداء للصلاۃ بَاب الْعَمَلِ فِي الْقِرَاءَةِ)

علاوہ ازیں احادیث میں حضور ﷺ کی یہ سنت بھی بیان ہوئی ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد حضور ﷺ عموماً اپنا چہرہ مبارک صحابہ کی طرف کر لیا کرتے تھے۔ اس موقع پر بعض اوقات آپؐ صحابہ کو کوئی نصیحت بھی فرماتے۔ نماز فجر کے بعد آپؐ لوگوں سے یہ بھی فرماتے کہ اگر کسی نے گذشتہ رات کوئی خواب دیکھا ہو تو وہ اسے بیان کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب يَسْتَقْبِلُ الْإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ، کتاب الجنائز بَاب مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ۔ سنن ابن ماجہ المقدمہ بَاب اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ)

پھر حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ تم میں سے جمعہ کے دن جو کوئی ایسے وقت میں مسجد آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے دو رکعات اختصار کے ساتھ ادا کرے اور پھر خطبہ سننے کیلئے بیٹھے۔ (مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التحیۃ والامام یخطب)

ان تمام احادیث سے پتا چلتا ہے کہ کسی شخص کے سنتیں پڑھنے کے وقت اگر امام درس شروع کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اگر یہ درست نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ جمعہ کیلئے دیر سے آنے والے شخص کو یہ حکم نہ دیتے کہ تم خطبہ کے دوران دو رکعات نماز پڑھ لو۔ اسی طرح درس کے دوران اگر کوئی شخص سنتیں ادا کرتا ہے تو یہ بھی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ نماز کے فوراً بعد سنتیں پڑھنا ضروری ہے، درس سننا ضروری نہیں۔ خصوصاً نماز فجر کے بعد جبکہ وقت کم ہو اور سورج نکلنے کا اندیشہ ہو تو فوری طور پر سنتیں ادا کرنی چاہئیں۔

باقی جہاں تک اس معاملہ کا انتظامی پہلو ہے تو میرے نزدیک اگر درس ایسی نماز کے ساتھ ہو جس کے بعد بھی سنتوں کی ادائیگی مسنون ہو جیسے نماز ظہر، مغرب یا عشاء تو پھر سنتوں کی ادائیگی کے بعد درس دینا چاہیے لیکن اگر نماز کے بعد سنتیں نہ ہوں تو پھر نماز کے معاً بعد درس شروع کیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص نماز فجر کی پہلے کی دو سنتیں فرض نماز کے بعد ادا کرتا ہے تو وہ درس کے دوران بھی ان سنتوں کی ادائیگی کرسکتا ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

جب ممالک کی اکثریت احمدیت قبول کرلے گی تو ہر ملک کی حکومت اپنے انتظامات چلائے گی اور خلیفہ وقت ان ممالک میں روحانی راہنما ہوگا

خلیفۂ وقت ہمیشہ روحانی راہنما ہی رہے گا، اسکا ممالک کی سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ممالک کے سربراہ خلیفہ وقت سے راہنمائی طلب کریں گے

آپ کو تھوڑے فاصلوں کیلئے گاڑی کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، پیدل چلیں یا سائیکل استعمال کریں، سائیکل چلانا آپ کی صحت کیلئے بھی اچھا ہے

ہر احمدی مسلمان کو یہ ٹارگٹ بنانا چاہیے کہ وہ ہر سال دو درخت لگائے، اس طرح آپ ماحولیاتی تبدیلی سے لڑ سکتے ہیں

برطانیہ کے Midlands اور South-West ریجنز کی 13 سے 15 سال کی ناصرات الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح و ہدایات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 ستمبر 2021ء کو برطانیہ کے Midlands اور South-West ریجنز کی 13 تا 15 سال کی ناصرات الاحمدیہ کو آن لائن ملاقات کا شرف عطا کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ ناصرات الاحمدیہ نے مسجد دارالبرکات Birmingham سے آن لائن شرکت کی۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے اور راہنمائی طلب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۞ ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ اگر کوئی وقفِ نو کی تحریک میں شامل نہ ہو تو کیا اُس کو جماعتی خدمت کرنے کی اجازت ہے؟ میری خواہش ہے کہ میں ڈاکٹر بن کر ترقی پذیر ممالک میں جماعت کی خدمت بجالاؤں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہاں، بہت سے طلبہ ایسے ہیں جو جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں اور مبلغ بن رہے ہیں اور وہ وقفِ نو نہیں ہیں۔ پاکستان میں پچاس فیصد کے قریب جامعہ کے طلبہ وقفِ نو نہیں ہیں۔ میں بھی وقف نو نہیں ہوں۔ کیا میں ہوں؟ (تبسم کے بعد فرمایا) میں وقف نو نہیں ہوں اور جماعت کی خدمت کر رہا ہوں۔ جو لوگ میرے ساتھ یہاں بیٹھے ہیں اور میرے ساتھ کام کر رہے ہیں وہ بھی وقف نو نہیں ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جماعت کی خدمت کیلئے آپ کو ضرور وقفِ نو ہونا چاہیے۔ اس لیے اگر آپ ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے اپنی پڑھائی مکمل کریں اور جماعت کی خدمت کیلئے اپنی زندگی بطور واقفہ زندگی وقف کردیں۔ پھر انشاءاللہ آپ کا وقف منظور کر لیا جائے گا۔ اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور ہم آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

۞ ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ پرانے وقتوں میں انبیاء اور خلفاء مذہبی راہنما ہوتے تھے لیکن ساتھ ساتھ سیاسی حکومت بھی تھی۔ اس ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا جماعت احمدیہ کے خلفاء کبھی سیاسی حکومت قبول کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں ہر نبی کو سیاسی حکومت نہیں دی گئی۔ اسلام میں آنحضرت ﷺ ایک نبی تھے جو مذہبی راہنما تھے، آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ مدینہ ہجرت کے بعد آپ ایک ریاست کے راہنما بھی تھے۔ لیکن اس سے پہلے نہیں۔ جب آپ ﷺ مکہ میں تھے، تو آپ کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا اور نہایت سفا کی سے آپ ﷺ کو بھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کو بھی تکالیف پہنچائی جاتیں۔ پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے پاس بھی سیاسی حکومت رہی۔ لیکن اب، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نہ ہی آپ کے خلفاء کے پاس ویسی سیاسی حکومت ہوگی۔

مستقبل کے بارے میں راہنمائی کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ جب ممالک کی اکثریت احمدیت قبول کرلے گی تو ہر ملک کی حکومت اپنے انتظامات چلائے گی اور خلیفۂ وقت ان ممالک میں روحانی راہنما ہوگا۔ قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر دو مسلمان ممالک یا فریق آپس میں لڑ پڑیں تو امن کے ساتھ ان کے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرو اور اگر وہ لڑائی سے باز آجائیں تو بہت اچھی بات ہے۔ بصورت دیگر جو ظلم کر رہا ہے اور دھوکا سے ہمسایہ ملک پر حملہ کرتا ہے یا کسی مسلمان ملک پر حملہ کرتا ہے تو پھر طاقت کے ساتھ اس کے ہاتھ روکو۔ ایسے حالات میں خلیفہ وقت دیگر حکومتوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرے گا۔ بہر حال خلیفۂ وقت ہمیشہ روحانی راہنما ہی رہے گا۔ اسکا ممالک کی سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ممالک کے سربراہ خلیفہ وقت سے راہنمائی طلب کریں گے۔

۞ ایک اور بچی نے پوچھا کہ کیا حضور انور اپنے کسی مشکل وقت کا تذکرہ کرسکتے ہیں اور یہ بھی کہ آپ اس مشکل سے کیسے نکلے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشکلات زندگی کا حصہ ہیں۔ مجھے ان کے بتانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر میں کہوں کہ مجھے مشکل پیش آگئی تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے وقف کی روح سمجھ نہیں آئی۔ اس لیے میں یہ بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ مجھ پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا فضل رہا ہے۔

۞ ایک اور ناصرہ نے سوال کیا کہ منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل حضور انور کی طبیعت میں بہت حجاب تھا اور کم گو تھے اور تقاریر نہیں کرتے تھے۔ حضور انور کیلئے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بطور خلیفۃ المسیح ان فرائض کی انجام دہی کیسے ممکن ہوئی؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ خدا کے کام ہیں۔ میں اپنی مرضی اور خواہش سے اس مقام پر نہیں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس مقام پر لایا ہے۔ تو اب جب اللہ تعالیٰ مجھے اس مقام پر لایا ہے تو یہ اس کا کام ہے۔ اس نے مجھے بولنے اور تقاریر کرنے اور لوگوں سے بات کرنے کی اور انہیں دلیل سے خاموش کروانے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ اگر میں خود دیکھوں کہ میں کیا ہوں، تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کسی شخص کو جواب دے سکتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مجھے یہ سب کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

۞ ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ غیر احمدی ہمیں غیر مسلم کیوں کہتے ہیں جبکہ ہم کلمہ شہادت، پڑھتے ہیں قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کو یہ سوال ان سے پوچھنا چاہئے۔ ہم اسی نبی ﷺ کو مانتے ہیں، ہم اسی کتاب کو مانتے ہیں، ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اور جملہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور صرف عمل نہیں کرتے بلکہ ان کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ اسی لیے لاکھوں غیر مسلموں نے احمدیت کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کے سامنے اپنی مثال پیش کرسکتی ہیں۔ انہیں بتائیں کہ میں اس پر ایمان لاتی ہوں، اور یہ عمل کرتی ہوں، اس لیے یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کے تمام شکوک وشبہات دور کریں۔ مثال کے طور پر گھانا میں ابتدائی احمدی عیسائیوں میں سے تھے۔ انہوں نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اس لیے کہ انہوں نے اسلام کی خوبصورتی احمدیت کے ذریعہ دیکھی۔ اس طرح آپ ان کو تبلیغ کرسکتی ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ یقین رکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے مسیح موعود، جن کے آنے کی پیشگوئیاں آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہیں، وہ ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صورت میں تشریف لا چکے ہیں۔ اور یہی ایک فرق ہے اور اس فرق کی وجہ سے آپ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ایک نبی کا مقام ہے کیونکہ آپ ﷺ نے آپ علیہ السلام کو اپنی ایک حدیث میں ایک مرتبہ نہیں، چار مرتبہ نبی اللہ بیان فرمایا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا شرعی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن ایک امتی نبی آسکتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس نے آنا تھا۔ قرآن کریم میں سورۃ الجمعہ میں یہ لکھا ہے کہ ایک نبی آئے گا۔ اس لیے یہ فرق ہے اور اس لیے وہ کہتے ہیں کہ ہم غیر مسلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے تم آنحضرت ﷺ کو نبی مانتے ہو لیکن آپ ﷺ کی خاتمیت کو نہیں مانتے، آپ کو کہنا چاہیے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، جو شریعت لائے اور قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے آنحضرت ﷺ کو اور جملہ سابقہ انبیاء کو بھی مبعوث کیا۔ اور ہم آنحضرت ﷺ کو اللہ کا نبی مانتے ہیں، آخری نبی مانتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں اور ہم اس کی یہ تشریح اپنے پاس سے نہیں کرتے یہ بات آنحضرت ﷺ نے نہایت واضح طور پر بیان فرمائی ہے کہ جس موعود مسیح کا آنا مقدر ہو چکا ہے وہ نبی ہوگا۔ یہی بنیادی فرق ہے جس کی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔

۞ ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ احمدی مسلمانوں کیلئے یہ کس قدر اہم ہے کہ وہ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف لڑیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بہت اہم ہے۔ آپ کو تھوڑے فاصلوں کیلئے گاڑی کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ پیدل چلیں یا سائیکل استعمال کریں۔ سائیکل چلانا آپ کی صحت کیلئے بھی اچھا ہے۔ ہر احمدی مسلمان کو یہ ٹارگٹ بنانا چاہیے کہ وہ ہر سال دو درخت لگائے۔ اس طرح آپ ماحولیاتی تبدیلی سے لڑ سکتے ہیں۔ اگر یہاں ممکن نہ ہو تو وہ جو دوسرے ممالک میں سفر کرتے ہیں تو وہ وہاں درخت لگا سکتے ہیں۔ اس طرح ہم ماحولیاتی تبدیلی کو کنٹرول کرنے میں مدد کرسکتے ہیں۔

۞ ایک سوال حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ سے متعلق ہوا کہ وہ کیسے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ جبکہ کئی سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ان حالات میں کسی کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کو نگل لیا گیا تھا لیکن قرآن کریم یہ نہیں فرماتا کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک زندہ رہے۔ یہ بائبل میں ہے۔ جونہی مچھلی نے انہیں نگلا، تو وہ مچھلی انہیں باہر لے آئی۔ وہ وہاں ایک لمبے عرصہ تک نہیں رہے۔ پھر بھی، قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب وہ مچھلی سے باہر نکلے تو وہ بیمار تھے۔ وہ بے ہوش تھے اور زخمی تھے اور کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آئے اور بچ گئے۔ تو سائنسدان کہتے ہیں کہ کیونکہ بائبل کہتی ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے اس لیے وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ درست بات ہے۔ لیکن ہمارا یہ ماننا نہیں ہے کہ وہ تین دن تک وہیں رہے۔ جونہی انہیں نگلا گیا ساتھ ہی انہیں باہر نکال دیا گیا۔

۞ ایک اور ناصرہ نے پوچھا کہ بات کرنے کے معیار بدل چکے ہیں اور کچھ بڑی عمر کے لوگ نوجوانوں کے رویہ کو بد تمیزی خیال کرتے ہیں۔ اس حوالہ سے حضور انور کی راہنمائی طلب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمیں اچھے اخلاق سیکھنے چاہئیں۔ خواہ آپ اپنے والدین سے بات کر رہے ہوں، بہن بھائیوں سے یا کسی رشتہ دار سے، آپ کو اچھے اخلاق کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اچھے اخلاق کا تقاضا ہے کہ آپ دوسروں کو عزت دیں، اپنے بڑوں اور بہن بھائیوں سے عزت سے پیش آئیں۔ اپنے بہن بھائیوں، دوستوں اور والدین سے نرمی اور اچھے طریق سے بات کریں۔ تو اگر آپ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو یہ اسلامی طریق ہے۔

آزادیٔ رائے کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ آزادیٔ رائے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کسی کو گالیاں دینا شروع کردیں، یا جیسا کہ مغرب میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ آپ کو آزادیٔ رائے اور اظہار ہے اس لیے آپ گستاخانہ کارٹون پرنٹ کرسکتے ہیں۔ یہ اچھے اخلاق نہیں ہیں۔ ان کے دوہرے معیار ہیں۔ جب آپ ﷺ کے گستاخانہ کارٹون پرنٹ ہوئے تھے (فرنچ سیاسی لیڈر) نے کہا تھا کہ یہاں آزادیٔ رائے اور اظہار ہے اس لیے اس کو نہیں روکا جاسکتا۔ لیکن جب انہوں نے فرنچ صدر کے کارٹون شائع کیے تو پھر بڑا شور شرابا ہوا۔ کیوں؟ اس کا مطلب ہے کہ وہ خود مانتے ہیں کہ یہ اچھی چیزیں نہیں ہیں لیکن اپنے لیے ان کے اور معیار ہیں اور دوسروں کیلئے اور معیار ہیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12 اکتوبر 2021)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11؍فروری 2023ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ آمنہ صدیقہ منان صاحبہ

اہلیہ مکرم میاں عبدالمنان صاحب (ارلزفیلڈ، یو۔کے)

8؍فروری 2023ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف المغل رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت میاں چراغ الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ آپ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ 1960ء کی دہائی میں یوکے آئیں اور Battersea کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے تہجد ادا کرنے والی ایک نیک متقی اور دعا گو خاتون تھیں۔ غریب پروری، عزیز واقارب سے حسن سلوک اور مہمان نوازی آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتب پڑھنے کی توفیق پائی۔ جماعتی کتب اور رسائل کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ کرتی تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتی تھیں۔ آپ کو چار خلفاء کا دور دیکھنے کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے، تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ رشیدہ سلمیٰ چودھری صاحبہ

اہلیہ مکرم رشید احمد چودھری صاحب (کینیڈا)

28؍دسمبر 2022ء کو 91 سال کی عمر میں کینیڈا میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی محمد امیر خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت اصغری بیگم صاحبہؓ کی نواسی تھیں۔ آپ کی والدہ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت صالحہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ماموں زاد اور پھوپھی زاد بہن تھیں۔ مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ملنسار، مہمان نواز، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور جماعت سے والہانہ عشق تھا۔ تلاوت قرآن کریم میں نہ صرف باقاعدہ تھیں بلکہ احمدی اور غیر احمدی بچیوں کو بھی ناظرہ اور باترجمہ قرآن پڑھاتی رہیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ کینیڈا میں طویل عرصہ تک صدر لجنہ سڈبری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔

(2) مکرم شیخ مظفر احمد صاحب

ابن شیخ مشتاق احمد صاحب (دنیا پور)

28؍جنوری 2023ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محکمہ تعلیم میں ملازمت کے دوران مذہبی منافرت کی بنا پر آپ کو ساتھی اساتذہ کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا رہا مگر آپ نے ہمیشہ ہمت، حوصلے اور دعا کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کیا۔ قومی اسمبلی کے فیصلے کے بعد جون 1976ء میں ان کے خاندان میں پہلی وفات ہوئی تو آپ نے شہر کے سرکردہ افراد سے مل کر احمدیوں کے علیحدہ قبرستان کے حصول کو ممکن بنایا جہاں اس میت کی تدفین ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور جماعتی اخبارات کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے۔ خلافت سے انتہائی عقیدت و احترام کا تعلق تھا۔ مرکزی مہمانوں، مربیان اور چندہ جات کی وصولی کیلئے آنے والے انسپکٹران کی بھرپور جذبے کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ مسلسل کئی سال بڑی باقاعدگی کے ساتھ وقف عارضی کرتے رہے اور کئی بار سند خوشنودی حاصل کی۔ آپ نے مقامی سطح پر قائد مجلس اور زعیم انصار اللہ کے علاوہ ضلعی عاملہ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ امام الصلوٰۃ رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ، دعا گو، منکسر المزاج، حلیم طبع، ملنسار، زیرک اور صائب الرائے وجود تھے۔ بڑی بیٹی اور بیٹے کو قرآن مجید حفظ کروایا۔ اپنے پوتے پوتیوں اور دیگر بچوں کو باقاعدگی کے ساتھ قرآن مجید ناظرہ پڑھاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے، دو بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب (مبلغ انچارج سرینام جنوبی امریکہ) اور مکرم محمد ولید احمد صاحب مربی سلسلہ (میرک ضلع اوکاڑہ) کے والد اور مکرم مظفر احمد خالد صاحب (مربی سلسلہ) کے سسر تھے۔

(3) مکرم ندیم احمد بھٹی صاحب (جرمنی)

10؍نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ نمازوں کے لیے مسجد میں جایا کرتے تھے۔ کوئی بھی جماعتی یا تنظیمی پروگرام ہوتا تو اپنے کام کا حرج کر کے بھی اُس میں شامل ہوتے۔ چندہ کی وصولی کیلئے احباب جماعت کے گھروں میں جایا کرتے تھے۔ تبلیغی کاموں میں بھی پیش پیش رہتے اور جب بھی کوئی تبلیغی پروگرام ہوتا تو جرمن مہمانوں کو ساتھ لے کر آتے۔ ضرورتمندوں کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم ڈاکٹر دلدار احمد صاحب

(آف فیصل آباد، حال کینیڈا)

5؍دسمبر 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی کینیڈا میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک ماہر معالج تھے۔ ہومیوپیتھی کا گہرا مطالعہ اور آکوپنکچر اور الیکٹرو ہومیوپیتھک کا وسیع تجربہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تشخیصِ امراض کی گہری فراست بھی عطا کی ہوئی تھی۔ مرحوم بہت مہمان نواز اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت وعشق تھا۔ تبلیغ کا انتہائی شوق تھا۔ کلینک پر آنے والے اکثر مریضوں اور دوستوں کو تبلیغ کیے بغیر نہیں جانے دیتے تھے۔ 1974ء کے پُرآشوب زمانہ میں مرحوم کا کلینک انتہا پسند ملاؤں نے نذر آتش کر دیا تھا۔ اس کے بعد گھر سے کلینک کا دوبارہ آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے کلینک اور رزق میں بے انتہا برکت عطا فرمائی۔ انہیں ہومیوپیتھک ادویات بنانے والی مشینیں بنا کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔ جس پر حضور رحمہ اللہ نے اظہار خوشنودی کے طور پر فرمایا ’’ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مختلف پُرزے جوڑ کر مشینیں بنانے کا عجیب ملکہ عطا فرمایا ہے‘‘۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(5) مکرمہ راشدہ وحید صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری عبد الوحید صاحب ایڈووکیٹ مرحوم لاہور (امریکہ)

23؍نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بچپن ہی سے پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی تھیں۔ ہر کسی کا خیال رکھنے والی ایک مخلص ہمدرد خاتون تھیں۔ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتیں اور خلافت سے محبت کرنے والی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بچے شامل ہیں۔

(6) مکرمہ نسیم ضیاء صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری ضیاء الدین صاحب ایڈووکیٹ مرحوم بہلولپوری (امریکہ)

16؍جنوری 2023ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی امریکہ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم چودھری صلاح الدین صاحب بہلولپوری (واقف زندگی) کی بھابھی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلافت کی شیدائی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت عقیدت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ بہت غریب پرور اور مہمان نوازی میں اپنے سارے خاندان میں ایک مثالی نمونہ رکھتی تھیں۔ اپنی جماعت لاس اینجلس کی ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم نسیم ملک صاحب (سیکرٹری انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی مقیم سویڈن) کی نسبتی بہن تھیں۔

(7) مکرم چودھری محمد انور صاحب

ابن مکرم نور محمد صاحب (سسکاٹون)

23؍نومبر 2022ء کو ایک لمبی بیماری کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے صدر جماعت سسکاٹون کے علاوہ مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، مہمان نواز، مرکزی مہمانوں سے نہایت محبت اور اخلاص سے پیش آنے والے، ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(8) مکرمہ قدسیہ فردوس صاحبہ

اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ مہر صاحب (ملتان)

9؍جنوری 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم حکیم مہر دین صاحب درویش قادیان کی پوتی تھیں۔ خان پور میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے تین حج اور متعدد عمرے کرنے کی سعادت پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند اور باقاعدگی سے چندے ادا کرنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(9) مکرم ملک عطاء اللہ صاحب (جرمنی)

20؍دسمبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک مخلص اور خاموش طبع انسان تھے۔ آپ کا نظامِ جماعت سے بہت اچھا تعلق تھا اور عہدیداروں سے رابطہ میں رہتے تھے۔ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کرتے تھے۔ وفات سے قبل پورے سال کا چندہ ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

(10) عزیزہ لائبہ خان (جرمنی)

19 نومبر 2022ء کو 16 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزہ شوق سے حضور انور کی خدمت میں باقاعدگی سے خط لکھتی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بھی حصہ لیتیں اور اگر کسی وجہ سے فیملی شامل نہ ہوتی تو ناراض ہوتیں کہ کیوں جماعتی پروگرام میں شامل نہیں ہوئے۔ نظمیں سننے کا بہت شوق تھا اور خود بھی خوش الحانی سے نظمیں پڑھتی تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11130: مَیں کے. بشیر الدین محمود ولد مکرم کٹی حسن صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ سرکاری پنشنر عمر 81 سال پیدائشی احمدی، ساکن Thattakkattu (کرونا گاپلی) صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3/جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 12 سینٹ سروے نمبر 2,3-520/1بلاک نمبر 10۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: اے. شریف احمد العبد: کے. بشیر الدین محمود گواہ: شفیق. ایس

مسل نمبر 11131: مَیں فائزہ رسول ڈار بنت مکرم باسط رسول ڈار صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش یکم جولائی 1996 پیدائشی احمدی ساکن محلہ طاہر ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26/مئی 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک چین 2 گرام، ایک جوڑی بالی 1.5 گرام (ہر دو زیور 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد ندیم الامۃ: فائزہ رسول ڈار گواہ: باسط رسول ڈار

مسل نمبر 11132: مَیں سیرت الہدیٰ بنت مکرم باست رسول ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 18/مارچ 1999 پیدائشی احمدی ساکن محلہ طاہر ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26/مئی 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک چین 2 گرام، ایک جوڑی بالی 1.5 گرام (ہر دو زیور 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طاہر احمد ناصر الامۃ: سیرت الہدیٰ گواہ: طاہر احمد بیگ

مسل نمبر 11133: مَیں ریشمہ بیگم زوجہ مکرم اللہ بخش صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال تاریخ بیعت 2014، ساکن وِجے نگر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 9/ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 30 ہزار روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شمیم احمد غوری الامۃ: ریشمہ خاتون گواہ: ایم اقبال احمد

مسل نمبر 11134: مَیں بشیر احمد ولد مکرم محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 4 فروری 1965 پیدائشی احمدی، ساکن چونگاتھ (اپچ) کرولائی ضلع میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان نصیر العبد: بشیر احمد گواہ: شفیق. ایم

مسل نمبر 11135: مَیں دریا مہر بی بنت مکرم وسیم بی. جے صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23/مارچ 2003 پیدائشی احمدی ساکن چیتھیان تھوڑی کرولائی ضلع میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: وسیم بی. جے الامۃ: دریا مہر بی گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 11136: مَیں Salja Safar بنت مکرم Safar Panolan صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 7/جولائی 2001 پیدائشی احمدی، ساکن پانولن (اپچ) کرولائی ضلع میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سلطان نصیر الامۃ: Salja Safar گواہ: شفیق. ایم

مسل نمبر 11137: مَیں عبدالعزیز ولد مکرم محمد کنجو صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ کاشتکاری تاریخ پیدائش 5 جنوری 1971 پیدائشی احمدی، ساکن Oorakkadan (امارمبالم) میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 1/ایکڑ 38 سینٹ زمین (سروے نمبر 325/2.2، 334/2) میرا گزارہ آمد از زراعت سالانہ 1 لاکھ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: شفیق. ایم العبد: عبدالعزیز گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 11138: مَیں نہاد احمد پی ولد مکرم بی صدیق حسن صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن Bathery(H) کرولائی ضلع میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شفیق. ایم العبد: نہاد احمد. پی گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 11139: مَیں مشال. کے ولد مکرم عبدالمومن صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 13 فروری 1998 پیدائشی احمدی ساکن کولاسیری (کرولائی) ضلع میلا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 0.890 Hectar سروے نمبر 180/29۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/18,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: شفیق العبد: مشال. کے گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 11140: مَیں شاہین بانو زوجہ مکرم عرفان علی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10/جولائی 1986 تاریخ بیعت 2007، ساکن سیتاپور صوبہ یو پی، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 14/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپئے بذمہ خاوند بصورت ایک جوڑی جھمکی کان کی، اسکے علاوہ طلائی زیورات: کان کی بالیاں 3 جوڑی 5 گرام، ایک عدد ناک کی لونگ قیمت 500 روپئے، گلے کا لاکیٹ 3 گرام، ایک انگوٹھی 1.5 گرام تمام زیورات (22 کیریٹ) زیور نقرئی: دو جوڑی پایل 200 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد بشارت خان الامۃ: شاہین بانو گواہ: منصور احمد مسرور

مسل نمبر 11141: مَیں محی الدین کوٹی. کے. پی ولد مکرم علوی. کے. پی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 5/جنوری 1959 تاریخ بیعت 1985 ساکن کونم پورم (پوکنو) کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 5/جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 5 سینٹ مع مکان بمقام کالیکٹ سروے نمبر 25/14/481۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان نصیر العبد: محی الدین کوٹی. کے. پی گواہ: احمد رازق. کے. پی

مسل نمبر 11142: مَیں امن احمد. ایم. کے ولد مکرم نوشاد. ایم. کے صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 5/جون 2005 پیدائشی احمدی، ساکن چیوایور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18/دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان نصیر العبد: امن احمد. ایم. کے گواہ: احمد رازق. کے. پی

مسل نمبر 11143: مَیں آفاق احمد ولد مکرم مہتاب احمد امروہی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14/جون 2003 پیدائشی احمدی، ساکن محلہ محمود قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کفیل احمد العبد: آفاق احمد گواہ: حامون احمد

مسل نمبر 11144: مَیں طاہرہ احمد بنت مکرم مہتاب احمد امروہی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 27/اگست 2004 پیدائشی احمدی ساکن محلہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کفیل احمد الامۃ: طاہرہ احمد گواہ: نگہت پروین

مسل نمبر 11145: مَیں امۃ الحئی بنت مکرم عبدالنعیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 27/نومبر 2001 پیدائشی احمدی، ساکن 11/153/2/ایوان احمدیت (طاہر بلاک) کھرنی محلہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و

اکراہ آج بتاریخ 8 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالقیوم ناصر　　الامۃ: امۃ الحیّٔ　　گواہ: شیخ مقبول احمد

مسل نمبر 11146: مَیں عتیق احمد ولد مکرم عبدالصمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 23 نومبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن مجید ولا رسول پور (بھوگاؤتی پل) عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: احمدی وجاہت احمد　العبد: عتیق احمد　گواہ: محمد حمید اللہ حسن

مسل نمبر 11147: مَیں عطیہ ربانی سلیم زوجہ مکرم سلیم. پی. ایم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم مارچ 1976 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: کویت، مستقل پتا: پونے صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 180 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 50 ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 50 دینار ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلیم. پی. ایم　　الامۃ: عطیہ ربانی سلیم　　گواہ: محمد علی. بی. پی

مسل نمبر 11148: مَیں ایس. ٹی. عارفہ نصرت بنت مکرم تبریز عالم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23 اگست 2002 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: 77A سایا تھارا گن اسٹریٹ (میلا پالم) تیرونلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک چین 16 گرام، کڑا 8 گرام، برسلیٹ 8 گرام (تمام زیورات 21 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: تبریز عالم　　الامۃ: ایس. ٹی. عارفہ نصرت　　گواہ: محمد نصیر الحق

مسل نمبر 11149: مَیں غزالہ بی بنت مکرم اے بشیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 28 اکتوبر 2004 پیدائشی احمدی، ساکن نمبر 3425/3 فرسٹ اسٹریٹ میلا پالم تیرونلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہار 20 گرام 24 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جے نصرت جہاں　　الامۃ: غزالہ. بی　　گواہ: اے بشیر احمد

مسل نمبر 11150: مَیں بی سید علی فاطمہ زوجہ مکرم احمد نیاز ہارون صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 22 اکتوبر 1988 تاریخ بیعت 2000، موجودہ پتا: نمبر 37 سوسل نگر (میلا پالم) حمیم پورم (12th اسٹریٹ) تیرونلویلی صوبہ تامل ناڈو، مستقل پتا: 59 آشوریٰ ویسٹ تیرونلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک ہار 24 گرام، ایک جوڑی بالی 4 گرام، ایک جوڑی بالی کی چین 4 گرام، دو انگوٹھیاں کل 4 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ) حق مہر 25 ہزار روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: احمد نیاز ہارون　　الامۃ: بی. سید علی فاطمہ　　گواہ: ایس. عبدالقادر

مسل نمبر 11151: مَیں شمس النساء زوجہ مکرم عبدالرحمن صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 82 سال، ساکن 13/1 (Gnaniyarappa Small St) میلا پالم صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 1000 روپئے، زیور طلائی: ایک چین 80 گرام، ایک چین 36 گرام، دو برسلیٹ 48 گرام، دو بالیاں 6 گرام (کل وزن 170 گرام 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/16,200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: او. اے. نظام الدین　　الامۃ: شمس النساء　　گواہ: ایم. صباح الاسلام

مسل نمبر 11152: مَیں ٹی فاتحہ عالم ولد مکرم تبریز عالم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 12 اگست 2006 پیدائشی احمدی: 77A سایا تھارا گن اسٹریٹ (میلا پالم) تیرونلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: تبریز عالم　العبد: ٹی. فاطمہ　گواہ: محمد نصیر الحق

مسل نمبر 11153: مَیں ہضیم کونومل پودھیاپورا ولد مکرم محمد پودھیاپورا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈاکٹر تاریخ پیدائش 20 مئی 1972 پیدائشی احمدی، ساکن Duluth (جارجیہ) امریکہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 جولائی 2005 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ موجودہ رہائشی مکان بمقام Duluth (جارجیہ) امریکہ (موجودہ قیمت 4 لاکھ 50 ہزار امریکی ڈالر) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1 لاکھ 11 ہزار امریکہ ڈالر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: وسیم. اے. پال　العبد: ہضیم. کے پودھیاپورا　گواہ: فاروق اے شاہ

مسل نمبر 11154: مَیں ریاض احمد ولد مکرم سلیمان جی شیخ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن Duluth (جارجیہ) امریکہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 جولائی 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 90 ہزار امریکہ ڈالر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: صفان نون　العبد: ریاض احمد　گواہ: فاروق شاہ

مسل نمبر 11155: مَیں امتہ الحسیب عاصم زوجہ مکرم عرفان عاصم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17 مئی 1969 پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: Thornton Heath برطانیہ، مستقل پتا: محلہ باب الابواب قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 کڑے 186.08 گرام، 5 کڑے 49.52 گرام، 2 کف کڑے 59.32 گرام، چین 21.35 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 5000 مارک وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 150 پاؤنڈ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نسیم احمد باجواہ　　الامۃ: امتہ الحسیب عاصم　　گواہ: عرفان عاصم

مسل نمبر 11156: مَیں طاہر محمد ولد مکرم امیرا مادکارا صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 10 ستمبر 1999 پیدائشی احمدی، ساکن ٹی. اے. ہاؤس (پانیاناکارا) کالائی ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ٹی احمد سعید　العبد: طاہر محمد　گواہ: کے. عبدالسلام

مسل نمبر 11157: مَیں حمیم عبد اللہ ولد مکرم امیرا مادکارا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم مئی 1996 پیدائشی احمدی، ساکن ٹی. اے. ہاؤس (پانیاناکارا) کوزیکوٹ (کالائی) ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی احمد سعید　　العبد: حمیم عبداللہ　　گواہ: کے عبدالسلام

مسل نمبر 11158: مَیں عالیہ زینب زوجہ مکرم احمد بشیر ٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش یکم اگست 2003 پیدائشی احمدی، ساکن ٹی.اے. ہاؤس (پانیا ناکارا) کالائی ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی احمد سعید　　الامۃ: عالیہ زینب　　گواہ: کے عبد السلام

مسل نمبر 11160: مَیں اکبر دین ولد مکرم جلال دین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ زراعت تاریخ پیدائش 11/ستمبر 1979 تاریخ بیعت 1993، ساکن گاؤں ڈنگو خاص تحصیل گنہاری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیس، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31/جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 8 کنال مع کچا مکان۔ میرا گزارہ آمد از زراعت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد رفیع　　العبد: اکبر دین　　گواہ: علیم خان

مسل نمبر 11161: میں نفیسہ زوجہ مکرم اکبر دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1983 پیدائشی احمدی ساکن ڈنگوہ صوبہ ہماچل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک تولہ چاندی، تین گرام سونے کی نتھ 22 کیریٹ، حق مہر بذمہ خاوند 1500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اکبر دین　　الامۃ: نفیسہ　　گواہ: محمد رفیع

مسل نمبر 11162: میں تعظیم کوثر زوجہ مکرم عبد الکبیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 12 اپریل 1986 پیدائشی احمدی، موجودہ پتہ جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل گنہاری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش مستقل پتہ لوہارکہ جماعت تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد انگوٹھی ایک تولہ 22 کیریٹ، حق مہر بذمہ خاوند 60,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد الکبیر　　الامۃ: تعظیم کوثر　　گواہ: محمد رفیع

مسل نمبر 11163: میں شہناز اختر زوجہ مکرم راجو الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 فروری 1996 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ ڈنگوہ تحصیل گنہاری ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں ایک جوڑی 22 کیریٹ، ایک عدد انگوٹھی ایک تولہ 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی پازیب قیمت 2000 روپے، ایک عدد انگوٹھی الیس اللہ والی قیمت 500 روپے، حق مہر بذمہ خاوند 36000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: عطاء اللہ نصرت　　الامۃ: شہناز اختر　　گواہ: شبیر مبشر

مسل نمبر 11164: میں امتہ الشافی زوجہ مکرم بھاگ محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 22 فروری 2004 پیدائشی احمدی، ساکن موجودہ پتہ کھبلی تحصیل دھیرہ ضلع کانگڑہ صوبہ ہماچل پردیش مستقل پتہ ڈنگوہ تحصیل گنہاری ضلع اونہ ہماچل پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: داؤد احمد شاکر　　الامۃ: امتہ الشافی　　گواہ: بھاگ محمد

مسل نمبر 11165: میں دلاور خان ولد نذر خان مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 16 اپریل 1974 تاریخ بیعت 1998 ساکن ڈاکخانہ ٹھٹھل تحصیل آمب ضلع اونہ صوبہ ہماچل پردیش، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ آٹھ کنال زمین، ایک عدد مکان اندازاً 35,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 40000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: انور خان　　العبد: دلاور خان　　گواہ: محمد رفیع

مسل نمبر 11166: میں محمد منیر الہدیٰ ولد مکرم عبد الرحمٰن شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 14 فروری 1978 پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الانوار جنوبی قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ 4 منزلہ بمقام محلہ دار الانوار جنوبی قادیان۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی　　العبد: محمد منیر الہدیٰ　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 11167: میں خالدہ بی بی زوجہ مکرم منیر الہدیٰ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5 اپریل 1984 پیدائشی احمدی ساکن حلقہ دار الانوار جنوبی قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک جوڑی کان کی بالی قیمت 2500 روپے۔ حق مہر 10,000 میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: ظہیر احمد بھٹی　　الامۃ: خالدہ بی بی　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 11168: میں عمران قیوم ولد محمد ارشد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14 اگست 1999 پیدائشی احمدی ساکن بیت الحمد کالونی مکان نمبر 4 محلہ احمدیہ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: صالح احمد　　العبد: عمران قیوم　　گواہ: سید احیاء الدین

مسل نمبر 11169: میں مرزا طاہر احمد ولد مرزا محمود احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 29 اپریل 1984 پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار البرکات قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 فروری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10734 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: عبد الرب فاروقی　　العبد: مرزا طاہر احمد　　گواہ: امناس پی کے

مسل نمبر 11170: میں اظہر احمد غزالی ولد منور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 6 جولائی 1997 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ کالابن تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منور احمد　　العبد: اظہر احمد غزالی　　گواہ: محمود احمد

تصحیح

اخبار بدر 27/اپریل 2023ء شمارہ نمبر 17 میں مسل نمبر 11052 (مکرمہ فرزانہ دارا صاحبہ زوجہ مکرم دارا ابن عبد القیوم صاحب ساکن ممبئی) شائع ہوئی ہے۔ اس مسل میں جائداد کی تفصیل میں رقبہ مکان سہواً 1470 sqft لکھا گیا ہے جبکہ درست رقبہ 470 sqft ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 18 - 25 - May - 2023 Issue. 20-21

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

کوئی چون وچرا حکم خلیفہ میں نہیں جائز
یہی نکتہ کرے گا دین ودنیا میں تمہیں فائز

(شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنی جماعت کو
تباہی سے بچاتا ہے ہمیشہ وہ صداقت کو

یہ وعدہ ہے خدا کا مومنوں سے اور بشارت ہے
حفاظت کیلئے ہم نے مقرر کی خلافت ہے

فدائی جان ودل سے گر رہو شمع خلافت کے
یقیناً ہوں گے ہم ضامن تمہاری ہر حفاظت کے

رکھے پیش نظر ہر احمدی حکم خداوندی
سعادت ہے یہی دارین کی یہ ہی خود مندی

خلافت سے عقیدت میں کمی ہرگز نہ آنے دو
اگر جاتی ہو جاں اس راہ میں تو اس کو جانے دو

کوئی چون وچرا حکم خلیفہ میں نہیں جائز
یہی نکتہ کرے گا دین ودنیا میں تمہیں فائز

خلیفہ حکم دے تو شوق سے تم آگ میں کودو
مسرت سے سمندر میں اگر ہو حکم جا ڈوبو

چلو تم دھار پر تلوار کی گر وہ یہ فرمائے
اگر ایمان ہے دل میں تو ابرو پر نہ بل آئے

اگر دے حکم تو چپ چاپ مار اور گالیاں کھاؤ
اشارہ ہو تو بڑھ کر تختۂ سولی پہ چڑھ جاؤ

کرو قربان ہر اک پیار کو تم اس پیارے پر
نچھاور کر دو ہر اک چیز کو ادنیٰ اشارے پر

غرض سمجھو نجات اخروی اسکی اطاعت میں
نہاں سمجھو خدا کا حکم اسکی ہر ہدایت میں

ہمارے چار سو گو آج ظلمت اور اندھیرا ہے
اگرچہ دشمنوں نے ہر طرف سے ہم کو گھیرا ہے

خلافت سے رہے لیکن اگر ہم یونہی وابستہ
مثالِ دانہ رسبیغ اک رشتہ میں پیوستہ

نفاق واختلاف بعض وکینہ سب سے برگشتہ
خلیفہ کی اطاعت کیلئے ہر آں کمر بستہ

یقیں جانو ہمارے واسطے پھر کامیابی ہے
عدد کے واسطے دونوں جہانوں میں خرابی ہے

(بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان 31/مارچ 1935ء)

خلافت

نصر الحق (نصر نیپالی) معلم سلسلہ ارشاد وقف جدید

خلافت کیا ہے آؤ میں بتاؤں — خلافت کی حقیقت میں سناؤں
خلافت عرش سے اتری ہوئی ہے — خلافت میرے رب کی دلبری ہے
خلافت ہے فرشتوں کا وظیفہ — خلافت زندگانی کا سلیقہ
خلافت نوریزداں سے منور — خلافت کا ہے وہ رحمٰن دلبر
خلافت دامن ستار بھی ہے — خلافت جلوۂ جبار بھی ہے
خلافت سلسلہ انوار کا ہے — خلافت در بھی استغفار کا ہے
خلافت بےسہاروں کا سہارا — خلافت بن نہیں اپنا گزارا
خلافت داعئے توحید باری — خلافت کو ہے حق گوئی سے یاری
خلافت محسن انسانیت ہے — خلافت گلشن روحانیت ہے
خلافت نغمئے شادوطرب ہے — خلافت بلبل شاہ عرب ہے
خلافت تاج ہے انسانیت کا — خلافت ڈھال ہے ہر شیطانیت کا
خلافت حلّے آیاتِ قرآنی — خلافت مائدہ ہے آسمانی
خلافت سے ملے ہر کامرانی — خلافت لائے پیری میں جوانی
خلافت دامن مادرِ مہرباں — خلافت پیدری شفقت ہے ہرآں
خلافت سے مشرف احمدی ہیں — خلافت ہی سے اشرف احمدی ہیں
خلافت خوف کو بدلے امن سے — خلافت وھم کو ٹالے ذھن سے
خلافت ہے دعاؤں کا خزانہ — خلافت قلبِ مومن کا ترانہ
خلافت ہے چراغ راہ منزل — خلافت اھل دل کی شمع محفل
خلافت تو ہے ارمان محمدؐ — خلافت سے ہے ظاہر شان احمدؑ
خلافت حمد رب العالمیں ہے — خلافت نعت فخرالمرسلیںؐ ہے
خلافت عشق ہے یارنہاں سے — خلافت درد دل ہے انس وجاں سے
خلافت گر نہیں تو ہے اندھیرا — خلافت ہے نصرؔ روشن سویرا

شعبہ نورالاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے
آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad